امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، یادوں کے چراغ
- حکایات اہل دل، کتابوں کی دنیا
- ملک کے سنگین حالات میں......
- عمل وکردار سے کامیابی ملتی ہے
- امامت کے تقاضے اور ذمہ داریاں
- اردو زبان کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں
- اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۲۲؍جمادی الاولی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۷؍دسمبر ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 51

امارت شرعیہ کے مقاصد کو نئے عزم وحوصلہ کے ساتھ آگے بڑھائیں: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ ٹرسٹ، مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کی نشست اہم فیصلوں کے ساتھ اختتام پذیر

رپورٹ: مولانا رضوان احمد ندوی

گذشتہ 2021-12-18,19 بروز اتوار، سوموار صبح دس بجے سے امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ ٹرسٹ، مجلس عاملہ، اور مجلس شوریٰ امارت شرعیہ کی سالانہ میٹنگ کانفرنس ہال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت امیر شریعت نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ ملک کے بدلتے ہوئے منظرنامے میں امارت شرعیہ کو اکابر کی متعین کردہ سمت میں تیزی کے ساتھ اور نئے طریقے سے آگے بڑھانا ہمارا مقصد ہے، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ امارت شرعیہ کی خدمات میں مزید وسعت اور تاثیر پیدا کی جائے۔ جہاں ذیلی دارالقضاء قائم ہوں، وہاں صرف کار قضاء نہ انجام دیا جائے بلکہ وہ ایک ہمہ جہت خدمت کا مرکز (Service Hub) بھی ہو، وہاں دارالقضاء کے ساتھ شفاخانہ، مکتب، اطلاعات عامہ کا سنٹر وغیرہ بھی قائم کیا جائے تا کہ اس کی افادیت عام ہو سکے، حضرت امیر شریعت نے تمام شعبہ جات کی کارکردگی کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ جدید آلات اور ٹیکنالوجی سے بھی دفاتر کو مزین کیا جائے گا۔ تمام شعبہ جات کے طریقہ کار میں بہتری اور کارکردگی میں اضافہ (Process Improvement and Efficiency) کی سمت میں ہم آگے بڑھیں گے، یہ آئندہ کچھ سالوں میں ہمارا ترجیحی ہدف ہے۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے تحت چلنے والے مکاتب اور اسکولوں کے لیے جدید نصاب بنانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ایسا نصاب تیار کیا جائے جو بچوں کی عمر کے لحاظ سے ہو اور یہ نصاب تعلیم بچوں کی نفسیات کے ماہرین کے مشورے سے تیار کیا جائے۔ انہوں نے نئی قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لینے اور پالیسی کے مثبت ومنفی اثرات کا تجزیہ (Policy Impact Analysis) کے لیے ماہرین تعلیم اور قانون داں کی ایک کمیٹی بنانے اور این آرسی کے معاملات کو قانونی اور عوامی سطح پر دیکھنے کے لیے علاحدہ علاحدہ کمیٹی بنانے کی منظوری بھی دی۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے شعبہ جات کی رپورٹ اور اس شعبے کے ذمہ داروں کی طرف سے پیش کیے گئے آئندہ کے اہداف کو پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے دینی نصاب تعلیم میں توسیع اور تعلیم کو ایک یونٹ کی شکل میں دیکھتے ہوئے تعلیمی نظام بنانے کی ضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ اس وقت دینی مکاتب کے نظام کو وسیع تر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ مساجد کو اس کا مرکز بنایا جائے، الحمدللہ بعض مقامات پر اس کا موثر نظام چل رہا ہے۔

نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے فرمایا کہ بچوں کی نفسیات کے پیش نظر مکاتب کے لیے نصاب اور طریقۂ کار کا خاکہ امیر شریعت سابع حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحبؒ کے مشورے سے مرتب کیا گیا تھا، جو کمیٹی تشکیل پا رہی ہے، ان کے سامنے بھی یہ خاکہ رہے تو بہتر ہے، حضرت نائب امیر شریعت نے یہ بھی کہا کہ وفاق المدارس الاسلامیہ سے جو مدرسے جڑے ہوئے ہیں ان کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور اس سلسلہ میں مدارس کے ذمہ داروں سے بات چیت کی جائے۔

قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے تمہیدی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کے تمام شعبے حضرت امیر شریعت کی فعال قیادت میں ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے مشکل حالات میں بھی امارت شرعیہ نے ملت کی صحیح سمت میں رہنمائی کی، اور اس وقت یہ ادارہ حضرت امیر شریعت کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نئے عزم وحوصلے کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر ہر شعبہ کے یک سالہ اہداف ومقاصد بھی رپورٹ میں درج کیے گئے ہیں، جس سے آپ محسوس کریں گے کہ امارت شرعیہ کی ملک وملت کے حساس مسائل پر بھی گہری نظر ہے۔ انہوں نے نظامت کی رپورٹ کے ذیل میں جملہ شعبہ جات کی یک سالہ کارکردگی پر اجمالی روشنی ڈالی اور ماضی کے فیصلوں پر عملی پیش رفت کا خاکہ بھی پیش کیا۔ قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے دارالقضاء کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے مرکزی اور ذیلی دارالقضاء کی کارکردگی سے متعلق اعداد وشمار پیش کیے، انہوں نے آئندہ کے اہداف کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امسال دس دارالقضاء کے قیام کا ارادہ ہے جس میں سے الحمدللہ دو دارالقضاء قائم ہو چکے ہیں، اور دو کا قیام جلد ہی عمل میں آئے گا۔ جہاں جہاں دارالقضاء کی زمین ہے، وہاں چار منزلہ عمارت تعمیر ہوگی اور دارالقضاء کے ساتھ شفاخانہ، مکتب اور قاضی شریعت وکارکنان کے لیے رہائش گاہ بھی بنانے کا منصوبہ ہے۔ اس کے علاوہ قضاء کی اہمیت لوگوں تک پہونچانے کی شکل تلاش کرنا، وقف نامہ، وصیت نامہ، ہبہ وغیرہ دارالقضاء میں بن سکتا ہے، اس کے لیے عوام میں بیداری لانا بھی ہمارے آئندہ کے یک سالہ اہداف میں شامل ہے۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم صاحب نے شعبۂ تبلیغ وتنظیم کی رپورٹ پیش کی، انہوں نے شعبہ سے متعلق آئندہ کے اہداف ومنصوبے بیان کرتے ہوئے کہا کہ آنے والے سالوں میں مبلغین کی تعداد میں اضافہ کر کے اس کی تعداد سو تک پہونچانے، بیس مقامات پر وفود کے دورے کرنے، پورنیہ، کشن گنج، کٹیہار اور ارریہ کے علاوہ مزید چار اضلاع میں نقباء کے اجتماعات منعقد کرنا، شعبہ تنظیم کے دفتر کو جدید تقاضوں سے لیس کرنا اور اس کی افادیت کو بڑھانا ہمارے آئندہ کے اہداف میں شامل ہے۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے جریدہ نقیب، شعبۂ تعلیم، مکاتب، تحفیظ القرآن، وفاق المدارس الاسلامیہ اور مولانا منت اللہ رحمانی اردو ہائی اسکول آسنسول کی رپورٹ پیش کی اور ان شعبہ جات کے تعلق سے آئندہ کے اہداف ومنصوبے بھی بیان کیے جن میں اس سال ایک سو مکاتب کا قیام، اساتذہ کی تربیت کے پروگراموں کا انعقاد، وفاق کی سند کو ملک کی اہم یونیورسٹیوں سے منظوری اہم اہداف میں شامل ہے، مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب صدر مفتی نے دارالافتاء کی رپورٹ پیش کی، جبکہ مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب نے دارالافتاء کی افادیت کو بڑھانے کے لیے کئی اہم منصوبوں کو پیش کیا، جن میں دارالافتاء کو ڈجیٹلائز کرنا اہم ہے، بیت المال کی رپورٹ جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال نے پیش کی، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے تحت چلنے والے اداروں، مولانا سجاد میموریل اسپتال اور دارالعلوم الاسلامیہ کی تفصیلی رپورٹ اور اہداف ومنصوبے پیش کیے۔ مولانا رضوان احمد ندوی صاحب نے شعبۂ نشر واشاعت مکتبہ وکتب خانہ کی جامع رپورٹ پیش کی اور مستقبل کے منصوبوں پر روشنی ڈالی، جبکہ مولانا محمد ابوالکلام شمسی صاحب نے امارت پبلک اسکول رانچی وگریڈیہہ کی رپورٹ اور مجوزہ اسکولوں کے قیام کے سلسلہ میں اہداف ومنصوبوں کو اراکین کے سامنے رکھا۔

میٹنگ میں جناب مولانا محمد ابوطالب رحمانی، جناب مولانا محمد ظفر عبدالرؤف رحمانی، مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، جناب راغب احسن ایڈووکیٹ، جناب جاوید اقبال ایڈووکیٹ، جناب انجینئر محمد فہد رحمانی، جناب مولانا ڈاکٹر محمد یاسین قاسمی، جناب ذاکر بلیغ ایڈووکیٹ، جناب ممتاز احمد انجینئر کھگڑیا، جناب الحاج مولانا محمد عارف رحمانی، جناب ماسٹر محمد انوار بیگوسرائے، جناب الحاج اکرام الحق ارریہ، مولانا بدر احمد مجیبی، مولانا مطیع الرحمٰن مدنی سلفی، مولانا اعجاز احمد دربھنگہ سابق چیئرمین مدرسہ بورڈ، جناب ارشاد اللہ چیئرمین سنی وقف بورڈ، جناب احمد اشفاق کریم ایم پی راجیہ سبھا، جناب مولانا مفتی توحید مظاہری، مولانا عبدالسبحان دہلی، مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا مشتاق یکہتہ، جناب احسان الحق سوپول، جناب ظفر عالم سہرسہ سابق ایم ایل اے صاحبان نے زیر بحث ایجنڈوں پر قیمتی آرا پیش کیں، پھر ان آراء کی روشنی میں درج ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

1- مکاتب کے لیے ایک نیا نصاب بنایا جائے، جو بچوں کی عمر کے لحاظ سے ہو اور وہ بچوں کی نفسیات کے ماہرین کے مشورہ سے بنایا جائے۔ نصاب کے لیے ایک نصاب کمیٹی بھی تشکیل دی جائے۔ 2- مکاتب کے اساتذہ کی تربیت کا بھی ایک نظام بنایا جائے، جو لوگ اس کے ماہر ہیں اور اساتذہ کو ٹریننگ دینے کا کام کرتے رہے ہیں، ان سے بھی اس سلسلہ میں مدد لی جائے۔ 3- نئی قومی تعلیمی پالیسی 2020 کا جائزہ لینے کے لیے ماہرین تعلیم اور ماہرین قانون کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جو پوری پالیسی کے مثبت اور منفی اثرات کا جائزہ(Policy Impact Analysis) اس کے منفی ومثبت اثرات پر مشتمل مکمل رپورٹ پیش کرے۔ قومی تعلیمی پالیسی پر دوسرے اداروں نے جو مشورے دیے ہیں ان کو بھی آرٹی آئی کی مدد سے نکلوالیا جائے۔ 4- دارالقضاء کے تعلق سے یہ اعداد وشمار اکٹھے کیے جائیں کہ کتنے مقدمات ایسے ہیں جو ایک دن سے ایک مہینے کے اندر میں حل ہوئے ہیں اور ان کو عوام کے سامنے پیش کیا جائے۔ 5- دارالقضاء کے اعداد وشمار کو عام کیا جائے اور اس کی اہمیت لوگوں کو بتائی جائے تا کہ اس کی طرف رجوع بڑھے۔ 6- قضاۃ کا وکلاء کے ساتھ باہمی رابطہ کا نظام بنایا جائے تا کہ ایک دوسرے سے استفادہ کر سکیں۔ سال میں دو یا تین بار ان کی آپس میں میٹنگ ہو۔ (بقیہ صفحہ ۱۴ ؍پر)

اچھی باتیں

”اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر مطمئن رہنا چاہیے، کیوں کہ اللہ وہ نہیں کرتا جو ہمیں اچھا لگتا ہے، بلکہ وہ کرتا ہے جو ہمارے لیے اچھا ہوتا ہے ☆ بہترین تعلقات کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ وہ آپ سے اختلافات اور ناراضگی کے باوجود بھی آپ کا خیال رکھنا اور آپ کے بارے میں فکرمند ہونا نہیں چھوڑتا ☆ دوسروں کو کچھ بھی کہنے سے پہلے الفاظ کو اپنے اوپر آزما لیجیے ☆ جتنے سجدے جوانی میں کر سکتے ہو کر لو، کیوں کہ بوڑھاپے میں اکثر لوگ بغیر سجدوں کے نماز پڑھنے پر مجبور ہوتے ہیں ☆ خوش اخلاقی درحقیقت بداخلاقی کو برداشت کرنے کا نام ہے۔“ (حاصل مطالعہ)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

خیانت و بد دیانتی سے بچئے

’’اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے حق داروں کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اچھی ہی نصیحت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے‘‘ (سورہ نساء:۵۸)

مطلب: امانت داری اور دیانت داری سے انسانی معاشرہ میں خیر سگالی کی فضا قائم ہوتی ہے اور خیانت و بد دیانتی سے فتنہ و فساد کا ماحول بنتا ہے، ماضی میں ملکوں اور سلطنتوں کے درمیان جو فسادات برپا ہوئے اور خونریزیاں ہوئیں، اگر اس کی حقیقت کا پتہ چلایا جائے تو اس کی تہہ میں جانے سے معلوم ہوگا کہ جھوٹ و نفاق اور بدعہدی و بد دیانتی سب سے بڑی وجہ رہی ہے، اس لئے کتاب و سنت میں کثرت سے امانت کی حفاظت کی تاکید اور خیانت کی مذمت بیان کی گئی اور کہا گیا کہ اگر امانت کا جذبہ انسان میں نہ ہو تو وہ ظلوم و جہول بن کر رہ جاتا ہے۔ لیکن کیا آج ہماری یہ حالت نہیں ہوگئی ہے کہ ہمارے انداز زندگی سے ہم کو جو نقصان پہونچا وہ تو ظاہر ہے، غیروں کی نگاہ میں ہماری صداقت مشکوک ہوتی جارہی ہے اور جس امانت کی ادائیگی کا قرآن و حدیث میں بار بار حکم دیا گیا وہ ہماری عملی زندگی سے نکلتا جارہا ہے، حالانکہ حدیث میں فرمایا گیا کہ مومن کی فطرت میں تمام عادتیں ہوسکتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ کی عادت نہیں ہوسکتی، مگر کتنے ہیں وہ امانت دار ارباب حکومت، کارخانے میں کام کرنے والے مزدور، احترام کرنے والے شاگرد، حقوق ادا کرنے والے شوہر و بیوی، حقیقت پسند صحافی، اولاد کی پرورش کرنے والے والدین، اطاعت شعار اولاد جو اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہیں اور طلب حق کا نعرہ لگانے کے بجائے ادائیگی حق کے احساس کو بیدار کرتے ہیں، جبکہ احادیث میں ان تمام حقوق اور ذمہ داریوں کو امانت قرار دیا گیا اور ان کی ادائیگی کا فرض انسان پر عائد کیا گیا ہے، امام اوزاعیؒ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو شر میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے مختلف طبقوں اور افراد میں لڑائی جھگڑا شروع ہوجاتا ہے، ان سے امانت و دیانت ختم ہوجاتی ہے اور تباہی کے دروازے کھل جاتے ہیں، اس لئے انسانوں کے درمیان خوشگوار تعلقات کو برقرار رکھنے اور امور معاشرت کو درست رکھنے کے لئے امانت کی حفاظت اور دیانت کی پاسداری بے حد ضروری ہے، اس کے بغیر نہ تو کوئی قوم ترقی کرسکتی ہے اور نہ ہی کوئی انسانی سماج پھل پھول سکتا ہے، معاشرہ انسانی میں امن و سلامتی اور حیات انسانی کی نشو و نما کے لئے جس طرح امانت و دیانت ضروری ہے، اسی طرح آپس کے معاملات میں صفائی و ستھرائی بھی ضروری ہے، اسلام کی رو سے سچ کو چھپانا یا سچ میں جھوٹ کی آمیزش کرنا نفاق ہے اور منافق قوم و ملک کا ہی دشمن نہیں ہوتا، بلکہ عام انسانیت کا بھی دشمن ہوتا ہے اور آخری بات یہ کہ جب کسی معاملہ میں حکم بنو تو عدل و انصاف کے دامن کو تھامے رکھو، چاہے خاندانی رشتہ داروں کے ساتھ تصفیہ کرو یا معاشرتی قضیہ کا، درمیان میں کوئی رشتہ داری آڑے نہ ہو پائے اور نہ ہی کسی کی طرف طرفداری ہو۔

مسلمانوں کے لئے آئینہ بنئے

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں ہر ایک شخص اپنے مسلمان بھائی کا آئینہ ہے، پس اگر اس میں کوئی داغ دھبہ دیکھے تو اس کو ہٹا دے‘‘ (ترمذی شریف)

وضاحت: اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے پر شفقت کرنے اور خیر خواہی کے جذبے سے اس کی کمی و کوتاہوں کی نشاندہی کرکے اس کو دور کرنے کے لئے نہایت ہی بلیغ تعبیر اختیار کی ہے، جس کو ادب کا اعلیٰ معیار کہا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ قرار دیا ہے، جب کسی آدمی کے سامنے آئینہ ہوتا ہے تو وہ اپنے چہرے کے داغ دھبے کو دیکھتا ہے اور خاموشی سے دور کرسکتا ہے تو از خود دور کرلیتا ہے، گویا جس طرح آئینہ اپنے دیکھنے والے کے حق میں مخلص ہوتا ہے اسی طرح ایک مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے بھائی کے حق میں نہایت مخلص ہو کہ اگر اس میں کوئی عیب دیکھے جاتا ہے تو چپکے سے اس کی اصلاح کی طرف اسے متوجہ کردے، مگر لوگوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کرے، علماء تصوف نے اس حدیث کی روشنی میں یہ مسئلہ بھی اخذ کیا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ دوسرے اہل ایمان کو آئینہ سمجھے اور ان کے اندر جو عیوب نظر آئیں ان کے بارے میں یوں سمجھے کہ یہ میرے چہرے کا عکس ہے، اس لئے اپنے اندر ان عیوب کا جائزہ لے اور جو عیوب اپنے اندر نظر آئیں ان کی اصلاح کرے، کیونکہ آدمی کو خود اپنا چہرہ نظر نہیں آتا ہے اس لئے دوسرے کے عیوب سے اپنے عیوب پر متنبہ ہوتا ہے اور عقل مند آدمی متنبہ ہوکر اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، اب اصلاح چاہے اپنی ذات کی کرنی ہو یا دوسرے مسلمان بھائی کی، اس میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی تشہیر اور مباحثہ کا موضوع ہرگز نہیں بنانا چاہئے، اس سے اس کا وقار و اعتبار مجروح ہوگا اور ایک دوسرے کے تعلق سے بدگمانیاں پیدا ہوں گی جس کے نتیجہ میں تعلقات میں ناہمواری پیدا ہوگی، اگر کسی مسلمان بھائی کے بارے میں کوئی عیب جوئی کرے یا اس کو رسوا کرنے کے لئے اس کی کمزوریوں کو بیان کرتا رہے تو مہذب معاشرہ کے لئے اختلاف و انتشار کا سبب بنتا ہے ہمیں اس سے بھی باز رہنا چاہئے، بلکہ اگر اس کی برائی بیان کی جارہی ہو تو آپ اس کا دفاع کیجئے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت و آبرو کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے دوزخ کی آگ ہٹا دیں گے، اگر ہم سب ان رہنما اصول کے ساتھ زندگی گذاریں گے تو ایسی زندگی پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کی نوازش ہوگی اور معاشرہ امن و سکون کو گہوارہ ہوگا۔

دینی مسائل

مفتی احکام الحق قاسمی

تیمم کب اور کیسے:

تیمم کی اجازت کس صورت میں ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

الحواب ـــــــــ وباللہ التوفیق

تیمم کی اجازت اس صورت میں ہے، جب کہ وضو یا غسل جنابت کے لیے پانی موجود نہ ہو، یا پانی ہو لیکن اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو، یا اس کا استعمال صحت کے لیے نقصان دہ ہو، مرض کے بڑھ جانے کا ظن غالب ہو، اللہ پاک کا ارشاد ہے۔ ’’اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو یا بیوی سے صحبت کرے، پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو، اس طرح کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو مسح کرو‘‘ (سورة المائدہ: ٦)

"ولو كان يجد الماء الا انه مريض يخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه أو أبطابرؤه يتيمم، ويعرف ذلک الخوف اما بغلبة الظن عن امارة أو تجربة أو اخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق" (الفتاوىٰ الهندية ١/٢٨)

تیمم خواہ وضو کا ہو یا غسل کا، اس کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے نیت کرے کہ میں پاکی حاصل کرنے اور عبادت کے لیے تیمم کر رہا ہوں، اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پاک مٹی یا اس کی جنس کی چیز؛ اینٹ، پتھر، دیوار وغیرہ پر اس طرح مارے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوں، اس کے بعد ہاتھوں میں اگر مٹی لگی ہو تو اس کو جھاڑ کر اپنے چہرہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے، اس کے بعد دوبارہ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارے، پھر اسی طرح ہاتھوں سے مٹی جھاڑ کر پہلے بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرے، پھر دائیں ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرے، اگر ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھی ہے تو اس کے نیچے بھی مسح کرے، مسح میں اس بات کا خیال رکھے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا کوئی حصہ چھوٹنے نہ پائے۔

"وشرطها أن يكون المنوى عبادة مقصودة لا تصح الا بالطهارة أو الطهارة أو استباحة الصلوٰة او رفع الحدث او الجنابة" (البحر الرائق ١/٢٦١) "عن عمار بن ياسر حين تيمموا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأمر المسلمين فضربوا ابا كفهم التراب و لم يقبضوا من التراب شيئاً فمسحوا بوجوههم مسحةً واحدةً ثم عادوا فضربوا ابا كفهم الصعيد مرة اخرى فمسحوا بايديهم" (سنن ابن ماجه/٤٣؛ باب التيمم ضربتين)

گرم پانی کی موجودگی میں تیمم:

ایک شخص کے لیے ٹھنڈا پانی نقصان دہ ہے، لیکن گرم پانی نقصان دہ نہیں ہے، اور گرم پانی کا نظم بھی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ تیمم کرکے نماز پڑھتا ہے تو نماز درست ہے یا نہیں؟

الحواب ـــــــــ وباللہ التوفیق

تیمم اس وقت درست ہے، جبکہ پانی موجود نہ ہو یا پانی کا استعمال صحت کے لیے نقصان دہ ہو، صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لیے ٹھنڈا پانی گرچہ نقصان دہ ہے، لیکن گرم پانی نقصان دہ نہیں ہے اور گرم پانی کا نظم بھی ہے تو ایسی صورت میں اس کے لیے تیمم کرکے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

"ثم اعلم أن جوازه للجنب عند ابى حنيفه مشروط بان لا يقدر على تسخين الماء و لا على اجرة الحمام فى المصر و لا يجد ثوبا يتدفأ فيه و لا مكانا ياويه كما افاده فى البدائع...... فصار الأصل انه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لا يباح له التيمم اجماعا" (البحر الرائق ١/٢٤٧)

وضو اور غسل کے لیے ایک تیمم:

ایک شخص کو غسل کی حاجت تھی، لیکن پانی اتنا ٹھنڈا تھا کہ اس سے غسل کرنا اپنے آپ کو ہلاکت اور پریشانی میں ڈالنا تھا، تو ایسی صورت میں وہ تیمم کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور ایک ہی تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الحواب ـــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر واقعی ٹھنڈا پانی صحت کے لیے نقصان دہ ہو اور گرم پانی کا نظم نہ ہو یا گرم پانی بھی صحت کے لیے مضر ہو تو ایسی صورت میں شخص مذکور تیمم کرسکتا ہے اور اس تیمم سے نماز بھی ادا کرسکتا ہے، بشرطیکہ اس نے بوقت تیمم طہارت کی نیت کرلی ہو۔ "ولا يشترط تعيين الجنابة من الحدث فتكفى نية الطهارة." (حاشية الطحاوى/٦٠)

تیمم کرنے والے کی امامت:

ایک مسجد کے امام صاحب جو ضعیف ہیں، جاڑے کے موسم میں عام طور سے عشاء اور فجر کی نماز تیمم کرکے پڑھاتے ہیں، کیوں کہ پانی کافی ٹھنڈا ہوتا ہے، جس کا استعمال ان کے لیے سخت تکلیف اور نقصان کا باعث ہوتا ہے، پیر سوج جاتا ہے، جوڑوں میں درد بڑھ جاتا ہے، جس کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں ان کا تیمم کرکے نماز پڑھانا اور باوضو لوگوں کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الحواب ـــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جبکہ امام صاحب کے لیے گرم پانی کا نظم نہیں ہے اور ٹھنڈا پانی ان کے لیے نقصان دہ ہے، تو ایسی صورت میں وہ شرعاً معذور ہیں، وہ تیمم کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں اور پڑھا بھی سکتے ہیں، باوضو لوگوں کا ان کی اقتدا میں نماز ادا کرنا شرعاً صحیح و درست ہے۔

"و ترجح المذاهب بفعل عمرو بن العاص رضى اللّٰه عنه حين صلى بقومه بالتيمم لخوف البرد من غسل الجنابة و هم متوضئون ولم يأمرهم علية الصلوة و السلام بالاعادة حين علم." (البحر الرائق ١/٢٣٦)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 51 مورخہ ۲۲؍جمادی الاولی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۷؍دسمبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

لڑکیوں کی شادی کی عمر

۷؍دسمبر ۲۰۲۱ء کو مرکزی حکومت کی کابینہ نے لڑکیوں کی شادی کی عمر بڑھا کر اکیس (۲۱) سال کرنے پر اتفاق کرلیا، وزیر اعظیم نریندر مودی نے یوم آزادی کے موقع سے اپنے خطاب میں اس کا تذکرہ کیا تھا کہ لڑکیوں کی شادی کی عمر کے سلسلے میں جائزہ لیا جارہا ہے، اس کے بعد جیا جیٹھلی کی صدارت میں ایک ٹاسک فورس کی تشکیل عمل میں آئی تھی اور اس کی سفارش کی روشنی میں کابینہ کی منظوری کے بعد وزیر سمرتی ایرانی نے اسے پارلیامنٹ میں پیش کردیا ہے گو اسے پاس نہیں کیا گیا ہے، حزب مخالف کے شور شرابے سے مجبور ہو کر حکومت نے اسے اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ہندوستان میں کم عمر کے بچے بچیوں کی شادی پر روک لگانے کی غرض سے ایشور چندر ودیا ساگر نے ۱۸۵۰ء میں کم عمری کی شادیوں کے خلاف عوامی بیداری پیدا کرنے کے لیے تحریک چلائی تھی، جیوتی با پھولے، گوپال ای دیش مکھ، جسٹس رانا ڈے، کے ٹی تلنگ، ڈی کے کردے نے بھی عورتوں کی حالت سدھارنے کے لیے عوامی بیداری لانے کے کام میں سرگرم حصہ داری نبھائی تھی، اس کے نتیجے میں ۱۸۹۰ء میں لڑکیوں کی شادی کی عمر دس سے بڑھا کر بارہ سال کی گئی۔ ۱۹۲۷ء میں ہرلاس سارداجو ایک ماہر تعلیم، جج اور سماجی اصلاح کے کام کے لیے مشہور تھے، انہوں نے لڑکوں کے لیے شادی کی عمر اٹھارہ (۱۸) اور لڑکیوں کی عمر چودہ (۱۴) سال رکھنے کی تجویز رکھی تھی، ۱۹۲۹ء میں یہ قانون بنا اور انہیں کے نام پر اس قانون کا نام سارداایکٹ رکھا گیا، یہ قانون مسلم پرسنل لا کے خلاف تھا، اس لیے امارت شرعیہ نے اس بل کے خلاف تحریک چلانے کا فیصلہ کیا، بانی امارت شرعیہ ابوالمحاسن مولانا محمد سجادؒ نے مسلمانوں کو اس بل کے منسوخ نہیں ہونے کی صورت میں سول نافرمانی کی تحریک چلانے کا مشورہ دیا، اس کے لیے "تحفظ ناموس شریعت" کے عنوان سے ایک ایکشن کمیٹی بنائی گئی اس کا ناظم مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کو چنا گیا، پورے ملک میں منظم تحریک چلائی گئی، امارت شرعیہ کی زیر سرپرستی احتجاجی جلسے منعقد ہوئے اور ہر جگہ سے وائسرائے ہند کو تار کے ذریعہ احتجاج درج کرایا گیا، قانون تو ختم نہیں ہوا، البتہ اس احتجاج کے نتیجے میں حکومت کی طرف سے عمل درآمد کا کام نہیں ہوسکا۔

آزادی کے برسوں بعد ۱۹۷۸ء میں اس قانون میں ترمیم کرکے لڑکوں کی شادی کی عمر اکیس (۲۱) اور لڑکیوں کی اٹھارہ سال کردی گئی، جو اب تک رائج ہے، البتہ اس قانون کی وجہ سے کم عمر کی شادیوں پر روک نہیں لگ سکی؛ کیوں کہ یہ ایک سماجی مسئلہ تھا اور لڑکے، لڑکیوں کی جسمانی ساخت اور بلوغیت پر منحصر تھا؛ اس لیے عملی طور پر اس کو برتا نہیں جاسکا، عام رجحان یہ بنا کہ یہ شخصی آزادی پر پابندی کے مترادف اور بنیادی حقوق کی دفعات میں جس قسم کی آزادی کا ذکر ہے یہ اس کی روح کے منافی ہے، لیکن حکمراں طبقہ اس دلیل سے مطمئن نہیں تھا، چنانچہ ۲۰۰۶ء میں بچوں کی شادی پر روک کا قانون بنا کر اسے جرم کے دائرہ میں لایا گیا، اور اس کے لیے دو سال جیل اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا بھی مقرر کی گئی، لیکن یہ قانون فطرت کے خلاف تھا، اس لیے آج بھی اس قانون کے خلاف شادیاں ہورہی ہیں اور اعداد وشمار کے اعتبار سے راجستھان اس معاملہ میں سب سے آگے ہے۔

خود قانونی اعتبار سے اس میں بڑا تضاد ہے، اٹھارہ سال کی عمر میں حکومت لڑکے لڑکیوں کو بالغ مانتی ہے اور اس عمر کو پہونچ کر سارے اختیارات لڑکے لڑکیوں کو حاصل ہو جاتے ہیں، وہ سرکاری نوکری حاصل کرسکتا ہے، کمپنی کھول سکتا ہے، ووٹ کا حق اسے مل جاتا ہے، لیکن وہ اپنی شادی نہیں کرسکتا، کیوں کہ وہ ابھی اکیس (۲۱) برس کا نہیں ہوا ہے۔ اسی طرح ہم باشی (لیو ان ریلیشن شپ) کے لیے بھی عمر کی قید نہیں ہے اور اسے ہندوستان میں قانونی حیثیت حاصل ہے، لڑکا، لڑکی بغیر کسی ذمہ داری لیے ایک کمرے میں رہ کر گل چھڑے اڑائے تو غیر قانونی نہیں، کئی کئی گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ سے ریلیشن شپ رکھے تو قانون اس پر دارو گیر نہیں کرتا، بلکہ مختلف عدالتوں کے فیصلے میں اس تعلق پر دارو گیر کرنے سے منع کیا گیا ہے، بلکہ بعض فیصلوں میں ریلیشن شپ میں رہنے والوں کو تحفظ فراہم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

آخر سرکار کو اس سے کیا دلچسپی ہے؟ یہ ایک سوال ہے، سرکار کہتی ہے کہ شادی کی عمر میں مرد وعورت میں تفریق صنفی بنیاد پر قانون کے مطابق نہیں ہے، اس کے جواب میں اسدالدین اویسی صاحب نے یہ بات صحیح کہی ہے کہ اگر تفریق درست نہیں ہے تو اتنے دن سے اسے قانون کے دائرہ میں کیوں رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ لڑکوں کی عمر ہی کم کرکے اٹھارہ سال کردو، مساوات ہو جائے گی، لیکن اصل بات یہ ہے کہ سرکار چاہتی ہے کہ شادی کی عمر جتنی بڑھائی جائے گی، توالد وتناسل کی مدت اسی قدر کم ہوتی جائے گی، اور بڑھتی آبادی پر اس طرح بھی قابو پایا جاسکے گا، یہ ایک منفی سوچ ہے اور اس منفی سوچ کی مار صرف مسلم پرسنل لا پر ہی نہیں، بھارتیہ عیسائی ازدواجی ایکٹ، پارسی ازدواجی وطلاق ایکٹ، خصوصی اطفال ازدواجی ایکٹ، مسلم عائلی قانون (شریعت) طلاق ایکٹ، خصوصی ازدواج ایکٹ، ازدواج ہنود ایکٹ (۱۹۵۵) اور غیر ملکی ازدواج ایکٹ کے بھی خلاف ہے، اس قانون کو پاس کرنے کی وجہ سے حکومت کو ان تمام ایکٹ میں تبدیلیاں لانی ہوں گی، جو بہت آسان نہیں ہوگا۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ لڑکا لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کو ازدواجی رشتے میں بندھ جانا چاہیے؛ تاکہ جنسی بے راہ روی میں مبتلا ہونے کا امکان ختم ہو جائے اور میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے سکون ومحبت کا ذریعہ بن جائیں۔ اس سلسلے میں واضح ہدایات دی گئی ہیں کہ اگر کوئی ایسا معقول رشتہ مل جائے، جس کے دین وایمان سے تم مطمئن ہو تو اسے رشتۂ نکاح میں باندھ دو، ورنہ بڑے فساد کا اندیشہ ہے، یہ بڑا فساد وہی جنسی بے راہ روی، زنا کاری، بن باپ کے بچوں کی ولادت ہے، اس لیے ہمیں یہ قانون کسی طرح منظور؛ بلکہ گوارہ نہیں ہے، جب اٹھارہ سال کی عمر میں شادی ہوتی ہے تو ان کی تولیدی صلاحیت میں کمی محسوس کی جارہی ہے اور ایک سروے کے مطابق تیرہ فی صد عورتیں بانجھ پن کی شکار پائی جارہی ہیں، تین سال عمر میں اضافہ کی وجہ سے بانجھ پن میں مزید اضافہ ہوگا، یہ ہماری سوچ نہیں، دہلی میڈیکل کونسل کے سکریٹری ڈاکٹر گریش تیاگی کا کہنا ہے۔

ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں بلوغیت کی عمر لڑکیوں کی الگ الگ ہے، اس میں رہن سہن کے طریقے، کھانے پینے اور موسم کا بھی اثر ہوتا ہے، ماہر طبیبوں کی رائے اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جسمانی ساخت کے اعتبار سے لڑکیاں، لڑکوں سے عمر کے اعتبار سے بہت پہلے بالغ ہو جاتی ہیں، ان کے اندر جنسی تبدیلی نو سال کے بعد سے شروع ہونے لگتی ہیں، اور بارہ سال کی عمر ان کی اس لائق ہوتی ہے کہ وہ رشتۂ ازدواج میں بندھ سکیں۔ تیس برس کی ہوتے ہوتے ان کی تولیدی صلاحیت اس قدر کمزور ہونے لگتی ہے کہ ماں بننے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ معاشی طور سے کمزور والدین اپنی اس ذمہ داری سے جلد سبکدوش ہونا چاہتے ہیں، انہیں اپنی ضعف وعلالت کی وجہ سے بھی ان کے ہاتھ پیلے کرنے کی جلدی ہوتی ہے، ایسے میں تین سال مزید انتظار ان کے لیے انتہائی پریشان کن ثابت ہوگا، معقول رشتے جلد ملتے نہیں ہیں، مل جائیں تو اس مرحلہ سے گذر جانے میں ہی عافیت محسوس کیا جاتا رہا ہے، سرکار اچھی طرح جانتی ہے کہ لڑکیوں کی شادی کی عمر بڑھا دینے سے کوئی انقلاب آنے والا نہیں ہے یہ کام ہمیشہ سے لڑکیاں اپنی مرضی یا گارجین کی ہدایت پر کرتی رہی ہیں، اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ البتہ اس قانون کے ذریعہ ملک کی عوام کو تقسیم کرکے ووٹر کو اپنی طرف کیا جاسکے گا۔

وقت کا ضیاع

پارلیامنٹ اور راجیہ سبھا کے اجلاس اس کے اوقات انتہائی قیمتی ہوتے ہیں اور ہر روز اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ وقت کی اہمیت کو سمجھ کر منٹ منٹ استعمال اور کام میں لایا جائے، گذشتہ چند دہائی سے پارلیامنٹ اور راجیہ سبھا کے زیادہ اوقات ہُو، ہلا اور شور شرابے کی نظر ہو جاتے ہیں، اس کا حکمراں طبقہ کو یہ شکایت ہے کہ حزب مخالف کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے، لیکن جب حکمراں طبقہ، حزب مخالف تھا تو یہ طرح اسی نے ڈالی تھی، اسے بھی شور شرابے سے زیادہ کوئی کام نظر نہیں آتا تھا، حزب مخالف کا مطلب ہر دور میں مخالفت ہی رہا ہے، آج یہ روز افزوں ترقی کرکے اس مرحلہ تک پہونچ گیا ہے کہ دونوں ایوان کے معزز صدر نشیں (اسپیکر) کو اس کی شکایت کرنی پڑ رہی ہے اور ناخوشی کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے۔

حالیہ پالیمانی اجلاس حکمراں جماعت اور حزب مخالف کے درمیان تعطل کی وجہ سے مقررہ وقت سے ایک روز قبل ہی ملتوی کردیا گیا، اس پر اپنی ناخوشی کا اظہار کرتے ہوئے پارلیامنٹ کے اسپیکر اوم برلا نے کہا کہ ایوان کا نہیں چلنا اچھی روایت نہیں ہے، انہوں نے اس بات پر بھی تشویش کا اظہار کیا کہ ایوان میں شائستگی اور وقار زوال پذیر ہے اور اس سے ایوان کی اہمیت پر اثر پڑتا ہے، دوسری طرف راجیہ سبھا کے چیرمین ایم وینکیا نائیڈو حالیہ سرمائی اجلاس میں ایوان کے کام کاج کے حوالہ سے اپنے دل کا درد چھپا نہیں سکے، انہوں نے اپنی تشویش اور ناخوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ارکان کو خود احتسابی کرنی چاہیے کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

ایوان کے حالیہ اجلاس کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ راجیہ سبھا کی کارروائی کے لیے پنچانوے (۹۵) گھنٹے چھ (۶) منٹ کا وقت مقرر تھا، لیکن ایوان کی کارروائی صرف پینتالیس (۴۵) گھنٹے چونتیس (۳۴) منٹ ہی چل سکی، جو گذشتہ چار سال مین منعقد بارہ (۱۲) اجلاس کے مقابلے سب سے کم وقت ہے۔ ۵۲ء۵؍فی صد وقت ہنگامہ آرائی میں ضائع ہو کر رہ گیا، مسلسل ہنگامہ آرائی اور کارروائی ملتوی ہونے کی وجہ سے ۳۲ء۴۹؍فی صد وقت میں بالکل کوئی کام نہیں ہوسکا اور وقفہ سوالات کے ۶۰ء۶۰؍فی صد وقت کا کوئی مصرف نہیں لیا جاسکا۔

یقیناً دونوں ایوان کے صدر نشیں کی تشویش بجا ہے اور ایوان کے وقار، اعتبار اور اعتماد کی بحالی کے لئے مناسب اقدام کیے جانے چاہیے، لیکن حکمراں طبقے کو اس کا تجزیہ بھی کرنا چاہیے کہ اس کے اُول جلول فیصلے اور غیر ضروری قانون سازی تو اس کے مواقع فراہم نہیں کراتے، کیا گذشتہ اجلاس میں ہنگامے کا سہارا لے کر بارہ ارکان کو حالیہ اجلاس میں معطل کرنا صحیح تھا، اگر معطل کرنا ہی تھا تو اس اجلاس میں کرنا چاہیے، جس میں انہوں نے ہنگامہ کیا تھا، اس بار دونوں ایوان کی کارروائی اسی بنیاد پر ہنگامہ آرائی کا شکار ہوئی، اسی طرح ووٹر کارڈ کو آدھار کارڈ سے جوڑنے والا غیر ضروری قانون بھی ارکان کی نظر میں عوام کی نجی رازداری کے خلاف تھا، اس لیے اس پر بھی شور ہنگامہ رہا، حکومت نے اکثریت کے زعم میں حزب مخالف کی ایک نہ سنی اور یہ قانون ایوان میں پاس بھی ہوگیا، اس لیے اگر ایوان کے وقار کو برقرار رکھنا اور وقت کا صحیح مصرت لینا ہوگا تو ان دونوں نکتوں پر ہمیں اپنی توجہ جائزہ میں مرکوز کرنی ہوگی، اور حزب مخالف کو ہر کام کی مخالفت کے مزاج کو بدلنا ہوگا۔

بڑھتی بے روزگاری

نیشنل اسٹیٹکل آفس (N.S.O) قومی سطح پر پیداوار، روزگار اور دوسرے اعداد وشمار رکھنے والا قابل ذکر ادارہ ہے، ترقیات سے جڑے تمام اعداد وشمار ریزروبینک آف انڈیا کے علاوہ اسی کے پاس محفوظ رہتے ہیں، حکومتی اور ریزروبینک کی سطح پر پیداوار اور روزگار میں برابر بہتری کی بات کہی جاتی رہی ہے، بعض مبالغہ آمیزی کرنے والوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ترقی کی شرح رکارڈ سطح پر پہونچ سکتی ہے، اعلان یہ بھی کیا گیا کہ شرح نمو میں بہتری آئی ہے، اور یہ بیان کسی ایرے غیرے کا نہیں ریزروبینک کے گورنر مسٹر داس کا ہے۔

لیکن نیشنل اسٹیٹکل آفس کے اعداد وشمار گورنر مسٹر داس کے بیان کی نفی کرتے ہیں، ان اس او کے مطابق امسال نوجوانوں کے روزگار میں ۲۲ء۶؍فی صد کی کمی درج کی گئی ہے، ۲۰۲۰-۲۱ء میں نوجوانوں کو پچیس لاکھ روزگار پہلے کی بہ نسبت کم ملے، ان اس او کے مطابق ۲۰۱۹-۲۰ء میں ای پی ایف (امپلائز پروویڈنٹ فنڈ) میں ۱۱۰۴۳۶۹۳؍افراد شامل تھے۔ ۲۰۲۰-۲۱ء میں یہ تعداد گھٹ کر ۸۵۴۸۸۹۸؍رہ گئی ہے، اس طرح جو لوگ ملازم ہونے کی حیثیت سے ای پی ایف جمع کرتے تھے وہ پچیس لاکھ کم گیے، پینتیس (۳۵) سال سے کم عمر لوگ ۲۰۱۹-۲۰ء میں اکانوے لاکھ تھے، جب کہ ۲۰۲۰-۲۱ء میں یہ تعداد گھٹ کر صرف ارسٹھ (۶۸) لاکھ رہ گئی، این ایس او کی رپورٹ کے مطابق پینتیس سال سے زیادہ عمر کے لوگوں میں روزگار صرف بیس (۲۰) لاکھ رہ گئی ہے۔ ۲۰۱۸-۱۹ء کے اعداد وشمار سے اگر موجودہ سال کا موازنہ کریں تو یہ معاملہ اور بھی سنگین ہو جاتا ہے، ای پی ایف جمع کرنے والے افراد میں کمی کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ اتنے لوگوں کو ملازمت سے نکال دیا گیا۔

حکومت اور ان کی ایجنسیاں اعداد وشمار میں دھوکہ دینے کی عادی رہی ہیں، جس کی وجہ سے حقیقی صورت حال عوام کے سامنے آنہیں پاتیں جب کہ نئی منصوبہ بندی، اور مشکلات پر قابو پانے کے لیے اعداد وشمار کا صحیح طور پر عوام کے سامنے آنا انتہائی ضروری ہے، لیکن حکومت کو عوامی سطح پر سچ کی اشاعت سے اپنی ناکامی اور کرکری کا خطرہ رہتا ہے، اس لیے صحیح اعداد وشمار چھپا لیا جاتا ہے اور فرضی اعداد وشمار بتا کر واہ واہی لوٹنے کی کوشش کی جاتی ہے، جو نہ عوام کے مفاد میں ہے اور نہ ہی ملک کے، صحیح اور سچی بات یہی ہے کہ ملک میں بے روزگاری کی شرح تیزی سے بڑھی ہے اور کووڈ کے بعد شرح نمو اور معاشی ترقی کا جوذکر کیا جاتا ہے اس کی حقیقت پروپیگنڈے سے زیادہ نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امیر شریعت سادس - حضرت مولانا سید نظام الدینؒ

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کے سابق ناظم، نائب امیر شریعت اور چھٹے امیر شریعت، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری، نظامیہ یونانی میڈیکل واسپتال گیا کے بانی، رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیو بند وندوۃ العلماء لکھنؤ، چیرمین امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ پٹنہ، سابق رکن هيئة التنسيق العليا للمنظمات الاسلامية مكة المكرمة، صدر مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی مغربی چمپارن ومدرسہ فرقانیہ گھیلا گھاٹ دربھنگہ، سرپرست اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی، آل انڈیا ملی کونسل دہلی، مدرسہ امدادیہ لہیریا سرائے دربھنگہ، جامعہ اسلامیہ قرآنیہ سمرا مغربی چمپارن، المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء پٹنہ، دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ پٹنہ، مدرسہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی، نگراں اعلیٰ جامعۃ البنات رشیدیہ امرابا، گیا، بانی وسرپرست مدرسہ اسلامیہ عربیہ گھوڑی گھاٹ کا نواسی (۸۹) سال کی عمر میں وصال ہوگیا، علالت کا سلسلہ رمضان المبارک سے ہی چل رہا تھا، علاج کے لیے بہار اور جھارکھنڈ کے مختلف اسپتالوں میں رکھا گیا، سب سے زیادہ توجہ ان کے لائق شاگرد مشہور سرجن ڈاکٹر مجید عالم صاحب نے دیا، عالم نرسنگ ہوم رانچی میں ایک ماہ سے زائد بھرتی رہے، آئی جی ام اس، پارس وغیرہ کی خدمات بھی لی گئیں، بالآخر راحت وآرام اور ملنے جلنے والوں کی سہولت کی غرض سے المعہد العالی ہی کے مہمان خانہ کو ان کے لیے پسند کیا گیا، اور ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق ساری سہولتیں وہیں فراہم کی گئیں، لیکن مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی، ۸؍اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز عصر برین ہیمریج ہوگیا، جس کی وجہ سے فالج کا اثر ہوگیا، بولنا، آنکھ کھولنا، منہ کے ذریعہ غذا لینا سب بند ہوگیا، موت وحیات کی کشمکش جاری رہی، طبیعت میں اتار چڑھاؤ آتا رہا، اور بالآخر ۳؍محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بروز شنبہ بعد نماز مغرب ۱۷؍اکتوبر ۲۰۱۵ء کو کوئی چھ بجے حادثہ پیش آگیا، ابھی کچھ ہی دن قبل مولانا عبد السمیع جعفری ندوی کی وفات پر ۲۰۱۵ء کو میں نے عام الحزن لکھا تھا اور دعا کیا تھا کہ اللہ ملت اسلامیہ کو مزید کسی صدمے سے دوچار نہ کرے، لیکن میں کیا اور میری دعا کیا؟ اللہ کی مرضی یہی تھی اور وقت مقرر یہی تھا، ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں کہ مؤمن کی یہی شان ہے۔ لله ما اخذ وله ما اعطىٰ وكل شئى عنده لاجل مسمى، اللہ ہی دیتا ہے، اللہ ہی لے لیتا ہے اور اس کے نزدیک ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔

جنازہ کی نماز ۱۸؍اکتوبر کو ڈھائی بجے دن میں امارت شرعیہ کے احاطہ میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے پڑھائی اور پھلواری شریف کے حاجی حرمین قبرستان میں، حاجی حرمین کے مزار مبارک کے نواح میں تدفین عمل میں آئی، لوگوں کا ازدہام اس قدر تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہیں تھی، پٹنہ کی طرف آنے والی سواریاں سوگواروں اور جنازہ میں شرکت کرنے والوں سے بھری ہوئی تھیں اور پٹنہ کی تمام سڑکوں کے مسلم مسافروں کا اختتام پھلواری شریف پر ہو رہا تھا، انتظامیہ نے جنازہ کے لیے آنے والوں کو سہولت فراہم کرنے کے لیے ٹریفک کنٹرول کا مناسب بندوبست کیا تھا، لیکن لوگوں کی کثرت حکومت کے ذمہ داروں اور قدآور سیاسی لیڈروں کی آمد ورفت کی وجہ سے یہ معاملہ بے قابو ہوتا رہا، امارت شرعیہ کے مخلصین اور متعلقین نے نظم ونسق کی برقراری کے لیے ہر ممکن جدوجہد کی، امارت شرعیہ کے ذمہ داران، کارکنان اور حضرت کے صاحب زادگان مسلسل اور متواتر تجہیز وتکفین کے انتظامات، آنے والوں سے ملاقات اور ضروری امور کی انجام دہی میں مصروف عمل رہے۔

حضرت مولانا سید نظام الدین بن قاضی حسین (م ۱۹۴۳ء) قاضی شرف الدین (م ۱۹۴۹ء) بن قاضی عبد القادر بن قاضی صادق علی کی ولادت مہر النساء بنت حکیم اولاد حسین کے بطن سے ۳۱؍مارچ ۱۹۲۷ء مطابق ۱۳۴۵ھ گیا کے محلہ پرانی جیل خانہ واقع شاہ شریف صاحب شملہ والے کے مکان میں ہوئی، دادا نے نظام الدین اور نانا نے محمد قائم نام تجویز کیا، گاؤں اور علاقہ میں عرفی نام قامو بابو سے مشہور تھے، چار سال چھ ماہ کی عمر میں پنچایتی اکھاڑہ گیا کی مسجد میں مولانا کریم رضا نے رسم بسم اللہ ادا کرائی، جو آپ کے نانا کے بڑے بھائی تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے گاؤں گھوڑی گھاٹ منتقل ہوگیے، جو گیا شہر سے اسی (۸۰) کلومیٹر اور چترا سے ساٹھ (۶۰) کیلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، یہاں عربی کی ابتدائی کتابوں سے لیکر قدوری تک کی تعلیم اپنے والد قاضی حسین سے ہی حاصل کیا، شرح جامی کے سال ۱۹۴۱ء میں مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں داخل ہوئے اور دوسرے سال ۱۹۴۲ء میں دار العلوم دیو بند کے لیے رخت سفر باندھا، ۱۹۴۶ء میں علوم متداولہ کی تکمیل کی اور دورہ حدیث شریف سے فراغت پائی، ۱۹۴۷ء میں مزید ایک سال قیام کرکے فقہ وتفسیر میں تخصص کیا، دوران قیام فرحت گیاوی کے نام سے شاعری بھی کرتے رہے اور سجاد لائبریری کے ترجمان البیان کے مدیر بھی رہے۔ شادی محمد سلیم صاحب محلہ روشن گنج تھانہ ڈبھری نکاری کی بڑی صاحبزادی حافظہ خاتون سے ۳۱؍مارچ ۱۹۵۰ء کو ہوئی۔ ۱۹۶۹ء اور ۱۹۸۸ء میں دو بار حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ تدریسی سلسلے کا آغاز مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی مغربی چمپارن سے ہوا، تقریباً پندرہ سال پوری مستعدی کے ساتھ وہاں صدر مدرس کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور پوری ایک نسل کی تعلیم وتربیت فرمائی، ۱۹۶۳ء میں مولانا رحمت اللہ صاحبؒ کی دعوت پر مدرسہ رشید العلوم چترا صدر مدرس کی حیثیت سے منتقل ہوگیے، دو سال تک اس منصب پر فائز رہے اور اچھے استاذ اور منتظم کی حیثیت سے آپ کی شہرت پھیلتی چلی گئی۔ اگست ۱۹۵۸ء میں مدارس اسلامیہ کنونشن اور ۱۹۶۰ء میں تربیت قضاء کے موقع سے حضرت امیر شریعت رابع مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ سے آپ کی خصوصی ملاقات ہوئی اور حضرت نے اس گوہر گراں مایہ کو پرکھ لیا اور امارت شرعیہ میں ناظم کی حیثیت سے آجانے کے لیے کہا؛ لیکن مولانا ریاض احمد صاحب نے اجازت نہیں دی؛ اس لیے یہ معاملہ ٹلتا چلا گیا، ۱۹۶۲ء میں مولانا کا انتقال ہوگیا، تو اصرار بڑھنے لگا، اب اس اصرار میں قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ بھی شریک ہوگیے، جن پر نظامت اور قضا کی دہری ذمہ داری آپڑی تھی چنانچہ ۱۹۶۵ء میں آپ ناظم کی حیثیت سے امارت شرعیہ وارد ہوئے، اور امارت شرعیہ کا بار اپنے کاندھے پر لے لیا، امارت حضرت امیر شریعت رابع کی، نظامت مولانا سید نظام الدین کی اور کار قضاء مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کا یہ ارکان ثلثہ تھے جنہوں نے امارت شرعیہ کے کام کو بام عروج پر پہونچادیا، اس درمیان پورے ملک میں امارت کی ساکھ قائم ہوئی، اعتبار واعتماد بڑھا، شعبوں میں توسیع ہوئی، واقعہ یہ ہے کہ اس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی مولانا سید نظام الدین تھے، وہ بھی رخصت ہولیے، نظامت کے ساتھ وہ ۱۲؍مئی ۱۹۹۱ء سے نائب امیر شریعت کی ذمہ داری بھی اٹھائے رہے، امیر شریعت خامس حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب کے وصال کے بعد یکم نومبر ۱۹۹۸ء کو مجلس ارباب حل وعقد نے آپ کو چھٹا امیر شریعت متفقہ طور پر منتخب کرلیا، راقم الحروف ان دنوں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی کا استاذ تھا، لیکن مجلس ارباب حل وعقد کا رکن ہونے کی وجہ سے انتخابی مجلس میں شریک تھا، حضرت امیر شریعت رابع کے وصال کے بعد مئی ۱۹۹۱ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری مقرر ہوئے، اور بورڈ کے تین صدور حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی، مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اور موجودہ صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے ساتھ ملت کی بقا اور تحفظ پرسنل لا کے لیے مثالی جدوجہد فرمائی اور تادم آخر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری رہے، بعد میں حضرت نے اپنی پیرانہ سالی اور ضعف ونقاہت، اعذار وامراض کا حوالہ دے کر مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو کارگذار جنرل سکریٹری مقرر کروایا تھا۔

امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ سے میری ملاقات قدیم تھی، امیر شریعت بننے کے بعد پہلا اور آخری دورہ تھا، جس میں انہوں نے پورے پانچ دن ویشالی ضلع کے دورے کی قیادت فرمائی تھی، اس دورہ میں انہوں نے مجھے قریب سے دیکھا، پرکھا اور سمجھا، اور بالکل وہی طرز اپنایا جو حضرت امیر شریعت رابعؒ نے ان کو امارت میں لانے کے لیے اختیار کیا تھا، پہلے میرے دوستوں کو لگایا، ابھی میں مذبذب ہی تھا کہ حکم بھیجا کہ امارت شرعیہ آؤ، مفتی نسیم احمدؒ کا انتقال ہوچکا تھا، اور نائب ناظم کی جگہ خالی تھی، اس پر مجھے لا بٹھایا، مدرسہ والے نہیں چھوڑ رہے تھے تو ان کو خصوصی خط لکھا اور اس خط کو ایک خصوصی وفد کے ساتھ مدرسہ بھیجا، تنخواہ کم تھی، مجھے تردد ہوا تو فرمایا کہ اللہ برکت دیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ گھر آپ چلاتے ہیں؟ اللہ چلاتا ہے، اس طرح بندہ حضرت کے سایۂ عاطفت اور شفقت میں امارت شرعیہ سے لگ گیا، اس دن سے جب تک ہوش وحواس رہا، شفقت میں کمی نہیں آئی، ہر وقت امارت کی فکر، بیماری میں بھی امارت کے احوال سے واقفیت ضروری سمجھتے، دفتر کے احوال اور کارکنوں کی کارگذاریوں سے ان کی واقفیت ہم لوگوں سے زیادہ تھی، بیماری کی حالت میں جب کارکنان باری باری سے عیادت کے لیے رانچی جانے لگے تو پوچھا کہ امارت میں چھٹی ہوگئی ہے کیا؟ سارے لوگ چلے آرہے ہیں، پوری بیماری میں نماز کی ادائیگی اور حج کا غلبہ تھا، میں رانچی عیادت کے لیے گیا تو دیکھتے ہی پوچھا کہ میرے حج کے کاغذات آگیے کیا؟ ایک دن معبد ملنے گیا تو کہنے لگے آپ کو حج میں آنا تھا تو مجھے کیوں نہیں بتایا؟ میرے ساتھ ہی آجاتے، بے ہوشی کی حالت میں بھی ہاتھ کانوں تک لے جاتے، ہاتھ باندھ لیتے، جب تک کوما میں نہیں گیے تھے، کوئی سلام کرتا تو مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیتے، امیر شریعت کی روایت یہاں بے لوث خدمت کی رہی ہے، کوئی معاوضہ اور تنخواہ نہیں، ہم لوگوں نے بہت زور دیا کہ طویل دور نظامت کے پنشن کے طور پر کچھ مقرر کردیا جائے، لیکن انہوں نے یہ بھی گوارہ نہیں کیا اور امیر ہونے کی حیثیت سے سارا وقت دیتے اور بدلے میں کچھ نہیں لیتے، بیت المال کے پیسے پیسے کی حفاظت پوری دیانت داری کے ساتھ کرتے، مدات کی رعایت کے ساتھ خرچ کرتے، ذاتی زندگی میں وہ رقیق القلب بھی تھے اور سخی بھی، رمضان المبارک میں کوئی ان کے در سے خالی نہیں جاتا، اپنی رقم بھی تقسیم کرتے اور اپنے اعزواقرباء کی بھی، ان کی امانت ودیانت اور امارت شرعیہ کی محبت ضرب المثل تھی، بڑے عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود ان کی سادگی، تواضع وانکساری مثالی تھی، عجب اور کبر کا ذرا بھی حصہ ان کی زندگی میں نہیں تھا، صبر وتحمل اور برداشت میں اپنی مثال آپ تھے، وہ مشوروں کو اہمیت دیتے، اپنے رفقاء سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر مشورہ لیتے اور کوئی بھی فیصلہ کارکنوں کو اعتماد میں لے کر کرتے، اسی غرض سے انہوں نے مجلس نظامت کی تشکیل کرائی تھی، آپ نے پوری زندگی عالمانہ وقار اور داعیانہ کردار کے ساتھ گذار دیا، اتحاد امت، خدمت خلق، اصلاح معاشرہ، پریشان حال لوگوں کی مدد آپ کی زندگی اور خدمات کے نمایاں عناوین ہیں، امارت سے تعلق کی بنیاد پر ان کی شاید ہی کوئی تقریر ذکر امارت سے خالی ہوتی، کسی نہ کسی بہانے وہ امارت شرعیہ کا ذکر ضرور کرتے۔

کارکنوں کی مجلسوں میں بار بار اس بات کو دہراتے کہ اجتماعی کام ہمیشہ مل جل کر کرنے سے پورا ہوتا ہے، اسی کو آج کل ٹیم ورک کہتے ہیں، امیر شریعت سے لے کر کارکنان بلکہ شرطی بھی اپنی ذمہ داریوں کو پورے احساس ذمہ داری، تشاور، توافق اور تعاون کے جذبہ کے ساتھ ادا کریں گے تو کام آگے بڑھے گا، ان میں سے کوئی حقیر نہیں ہے، سب اپنی اپنی جگہ امارت کے ضروری پارٹ اور حصہ ہیں، ان کو اسی جذبہ کے ساتھ دیکھنا اور برتنا چاہیے۔

پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں، حضرت نے ایک بار فرمایا تھا کہ اللہ پوچھے گا کہ کیا لے کر آئے ہو تو میں کہوں گا کہ اے اللہ امارت شرعیہ کو پوری زندگی دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑے رکھا اور تسبیح کے اس دھاگے کو ٹوٹنے اور اس کے دانے کو بکھرنے نہیں دیا، یہی ایک عمل لے کر آیا ہوں، اور حضرت کو اسی عمل پر نجات کی امید تھی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بندوں کے گمان کے ساتھ ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت اللہ رب العزت سے مغفرت کی امید رکھتے تھے، خاتمہ بالخیر کی دعائیں کرتے تھے، اب جبکہ وہ اللہ کے یہاں پہونچ گیے تو اللہ رب العزت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو رہے ہوں گے، افسوس اور غم جدائی کا ہے، وہ تو تا حیات رہے گا، وہ کیا گیے کہ رونق حیات چلی گئی، مجلس سونی ہوگئی، میں یہ تو نہیں کہتا کہ دنیا تاریک ہوگئی، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کے جانے سے دل میں غموں کی جس سیہ رات نے بسیرا کرلیا ہے اس کی نمود صبح میں کافی عرصہ لگے گا۔

Scanned with CamScanner

قسط نمبر-۲۵

حجۃ الاسلام الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ: بحیثیت خطیب

☆حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ☆

خطابت کا آغاز:

عوامی خطاب اور تقریر کے سلسلہ میں بھی ابتداء میں حضرت نانوتویؒ کا وہی طرز عمل تھا جو افتاء وامامت کے سلسلہ میں اختیار کر رکھا تھا۔ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں: ''وعظ بھی نہ کہتے تھے''۔ (مختصر سوانح قاسمی: ص ۳۱)
پھر اس طرز عمل میں تبدیلی کس طرح آئی؟ اس کے متعلق کتابوں میں لکھا ہے حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ کے تلمیذ جلیل، عالم باعمل حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ جنہیں سیدنا الامام الکبیرؒ غیر معمولی احترام وعزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور اپنے اکابر میں ان کو شمار کرتے تھے، ان ہی: ''مولانا مظفر حسین مرحوم کاندھلوی نے اول وعظ کہلوایا''۔ (مختصر سوانح قاسمی: ص ۳۱)
آپ کے اس پہلے تاریخی وعظ میں: ''خود (مولانا مظفر حسین) نے بھی بیٹھ کر سنا''۔ ''اور بہت خوش ہوئے''۔ (مختصر سوانح قاسمی: ص ۳۱) گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ دنیا کو خطابت وبیان کے اس غیر معمولی نمونہ سے استفادہ کا موقع جو ملا مولانا مظفر حسین کے ہی دوسرے حسنات اور نیکیوں میں ایک بڑی نیکی یہ بھی تھی۔ (سوانح قاسمی: ج ۱ ص: ۳۹۸)

حضرت نانوتویؒ کے خطاب پر اظہار مسرت:

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ تحریر فرماتے ہیں:
ایسا آدمی جو عمر میں بھی بڑا ہو، اور اس کے علم وفضل سے بیان کرنے والے کا دل ودماغ متاثر بھی ہو، تجربہ بتاتا ہے کہ یوں ہی اس کے سامنے تقریر وبیان کی ہمت پست ہوجاتی ہے، خصوصاً پہلی تقریر کے سننے والوں میں مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ کی شرکت اور وعظ کی کامیابی پر اظہار مسرت میرے نزدیک تو اس کی دلیل ہے کہ فطرۃً آپ خطیب تھے۔
لیکن شاید اپنے اس جبلی کمال علم کا خود آپ کو بھی اندازہ نہ تھا، خدا جزائے خیر دے مولانا مظفر حسینؒ کو کہ لاہوتی علوم کے ایک بحر رواں کا دہانہ گویا ان ہی کی توجہ وبرکت سے دنیا کے لئے کھل گیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مظفر حسینؒ کے ارشاد کی تعمیل کے بعد پھر وعظ سے انکار پر اصرار باقی نہ رہا، یہ خبر دیتے ہوئے کہ پہلے حضرت نانوتویؒ وعظ نہیں کہتے تھے، امیر شاہ خان صاحب کہا کرتے تھے کہ: ''کوئی بہت اصرار کرتا تو کہہ دیتے تھے''۔ (امیر الروایات: ص ۱۶۰)

وعظ وخطابت کو پیشہ نہیں بنایا:

مذکورہ بالا تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وعظ گوئی کو اپنا پیشہ تو آپ نے کسی زمانہ میں بھی نہیں بنایا، ہاں! مولانا مظفر حسینؒ کے حکم کی تکمیل کے بعد اسی قسم کا اصرار جیسا کہ مولانا نے کیا تھا کوئی کرتا تو بیان کر دیا کرتے تھے۔ جن جن شہروں یا آبادیوں میں الامام الکبیرؒ کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری تھا، یا اتفاقاً کسی ضرورت سے جہاں قدم رنجہ فرمایا گیا ہے، مشکل ہی سے ان میں کوئی جگہ ایسی ہوگی جہاں ان اصرار کرنے والوں نے تقریر کرنے پر مجبور نہ کیا ہو۔ (سوانح قاسمی: ج ۱ ص: ۳۹۸)

تقریر وبیان آپ کی زندگی کی اہم خصوصیت:

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ لکھتے ہیں:
آخر عمر میں تقریر وبیان الامام الکبیرؒ کی زندگی کی ایک خصوصیت بن گئی تھی، صوبجات متحدہ خصوصاً جو آبادیاں اس صوبہ کی روہیلکھنڈ میں مشہور ہیں، شاید ہی کوئی شہر بلکہ ممتاز قصبہ ایسا ہوگا جس کے باشندوں کو الامام الکبیرؒ کی تقریر کے سننے کا موقع نہ ملا ہو، خصوصاً سہارنپور، میرٹھ، دیوبند، خورجہ، رام پور، شاہجہاں پور، رڑکی، وغیرہ میں سننے والوں کو خطابت وبیان کے جس ملکہ فائقہ کے مسلسل تجربات ہوئے ان ہی کی بنیاد پر ارباب علم وبصیرت میں مشہور ہوگیا تھا کہ: ''مولانا محمد قاسمؒ کی زبان مبارک پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کی تقریر ہو رہی ہے''۔ (سوانح قاسمی: ج ۱ ص: ۳۹۶)

تقریر کا جادو:

آپ اپنی تقریروں میں ''مؤید بروح القدس'' تھے اس کا انداز شاہجہاں پور کے میلہ خدا شناسی میں اس وقت ہوا جب ہندوؤں، مسلمانوں اور دوسرے ادیان ومذاہب کے ہزار ہا افراد کو دیکھا گیا تھا کہ بیان کرنے والا محمد قاسم نانوتویؒ اپنے محبوب (فداہ ابی امی) کے ''خلق عظیم'' کو بیان کر رہا ہے، سارے مجمع کو خطاب کر کے آخر میں جس وقت یہ فرمایا جا رہا تھا کہ ''انصاف سے کوئی صاحب بتلائیں تو سہی اس قسم کے اخلاق کا کوئی اور شخص ہوا ہے تو دیکھا گیا کہ سننے والوں پر ''ایک کیفیت تھی، ہر کوئی ہمہ تن گوش ہو کے الامام الکبیر مولوی محمد قاسم صاحب کی جانب تک رہا تھا، کسی کی آنکھوں میں آنسو، کسی کی آنکھوں میں حیرت''۔ اور یہ حال عوام ہی کا نہ تھا، اسی میلہ کی روئیداد میں ہے کہ: ''پادریوں کی یہ حالت تھی کہ ششدر، بے حس وحرکت''۔ (روئیداد میلہ خدا شناسی: ص ۲۷)

اگر تقریر پر لوگ ایمان لاتے......

اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ ان ہی پادریوں میں ایک پادری غالباً جس کا نام اینک صاحب تھا شاہجہاں پور سے بریلی پہنچ کر ایک صاحب کے آگے الامام الکبیرؒ کی تقریر کی دل دوزیوں کا ذکر ان الفاظ میں کرنے لگا کہ: ''اگر تقریر پر لوگ ایمان لایا کرتے تو اس شخص (الامام الکبیرؒ) کی تقریر پر ہم ایمان لے آتے'' اسی میلے کی تقریر سننے والوں میں سے ایک نیک دل ہندو نے اپنے احساس کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا کہ: ''ایسی تقریریں بیان کیں کہ پادریوں کو جواب نہ آیا کوئی اوتار ہوں تو ہوں''۔

تقریر کی کیفیت

جب تقریر فرماتے تو معلوم ہوتا کہ علوم ومعارف کا کوئی دریا ابل رہا ہے جو ان کی علمی پختگی کی ناقابل تردید دلیل ہوتی تھی جب وہ اپنی تقریر میں نکات ورموز قرآن ارشاد فرماتے تو معلوم ہوتا کہ جیسے ابن تیمیہ ورازی محو گفتگو ہیں، حدیث کے راز ہائے سربستہ کھولتے تو امام بخاری، امام مسلم اور جنید وشبلی کا گمان ہوتا اور جب فلسفہ وحکمت پر زبان کھولتے تو ابن سینا اور فارابی معلوم ہونے لگتے گویا آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

حکایات اہل دل

کلک: مولانا رضوان احمد ندوی

انبیاء، صحابہ وصحابیات کے سبق آموز واقعات پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اس لئے یہاں دو چند حکایات درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر معرفت کا نور

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے، تو وہاں پر چالیس دن ٹھہرے اور انہیں اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوا اس وقت اللہ رب العزت نے ستر ہزار پردوں میں سے تجلی ڈالی، اس کے باوجود کوہ طور جل کر سرمہ کی مانند بن گیا اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، ان کو نہ آگ لگی اور نہ ہی موت آئی، کیونکہ استعداد میں فرق تھا، آپ کے قلب کے اندر اللہ رب العزت کی محبت کی اور تجلیات کو قبول کرنے کی استعداد تھی اور اس پہاڑ کے اندر استعداد نہیں تھی، اس لیے وہ جل گیا اور حضرت موسیٰ پر فقط غشی کی سی کیفیت ہوئی تفسیر درمنثور میں لکھا ہے: ''لما کلم موسیٰ ربه عز وجل مكث اربعين يوما لايراه احد الامات من نور الله'' (جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا تو چالیس دن تک ٹھہرے رہے (اس کے بعد) کوئی بھی ان کے (کے چہرے) کو نہیں دیکھ سکتا اگر کوئی دیکھتا تو دیکھتے ہی اس آدمی کو موت آجاتی تھی۔
چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے چہرے کو چھپائے رکھتے تھے حتی کہ ان کی بیوی بھی ان کا چہرہ دیکھنے کو ترستی تھی اور وہ نہیں دیکھنے دیتے تھے، اس لیے کہ ان کی آنکھوں میں وہ حسن اور نور آگیا تھا کہ اس تجلی کو دیکھنے کے بعد دیکھنے والا ان کے حسن کی تاب نہ لا کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا تھا، سبحان اللہ! جس نے پروردگار کے حسن وجمال کو ستر ہزار پردوں میں دیکھا اس کے چہرے کا حسن اتنا بڑھ گیا کہ مخلوق اس کا بھی دیدار کرنے کی استعداد نہیں رکھتی تھی۔ (خطبات ذوالفقار، ص: ۲۸)

اذان بلالی پر مدنی پروانوں کا آہ وفغاں

ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''بلال! یہ کتنی سرد مہری ہے کہ تم ملنے ہی نہیں آتے''۔ یہ سنتے ہی حضرت بلال کی آنکھ کھل گئی، انہوں نے اس وقت اپنی بیوی کو جگایا اور کہا کہ میں بس اس وقت رات کو ہی سفر کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اپنی اونٹنی پر روانہ ہوئے مدینہ طیبہ پہونچے تو سب سے پہلے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام پیش کیا، اس کے بعد مسجد نبوی میں نماز پڑھی، دن ہوا تو صحابہ کرام کے دل میں خیال ہوا کہ کیوں نہ آج ہم حضرت بلال کی اذان سنیں، چنانچہ کئی صحابی نے ان کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا کہ جی میں نہیں سنا سکتا، کیونکہ میں برداشت نہیں کرسکوں گا، مگر ان میں سے بعض حضرات نے حسنین کریمینؓ سے کہہ دیا کہ آپ بلالؓ سے فرمائش کریں، ان کا اپنا بھی دل چاہتا تھا، چنانچہ انہوں نے فرمائش کی کہ ہمیں اپنے نانا کے زمانہ کی اذان سننی ہے، اب یہ فرمائش ایسی تھی کہ حضرت بلال کے لیے انکار کی گنجائش بالکل نہیں تھی، چنانچہ یہ دوسرا موقع تھا جب حضرت بلال اذان دینے لگے، جب انہوں نے اذان دینا شروع کیا اور صحابہ کرامؓ نے وہ اذان سنی جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں سنا کرتے تھے تو ان کے دل ان کے قابو میں نہ رہے حتی کہ گھروں کے اندر جو مستورات تھیں جب انہوں نے وہ آواز سنی تو وہ بھی روتی ہوئی اپنے گھروں سے باہر نکلیں اور مسجد نبوی کے باہر ہجوم لگ گیا عجیب بات تھی کہ ایک عورت نے بچے کو اٹھایا اور وہ چھوٹا سا بچہ اپنی ماں سے پوچھنے لگا ''اماں! بلال تو کچھ عرصہ کے بعد واپس آگئے، یہ بتاؤ کہ نبی علیہ السلام کب واپس آئیں گے؟ اس بات کو سنکر صحابۂ کرامؓ مچھلی کی طرح تڑپ اٹھے......۔

حضرت اسماء کی محبت ووفا کی نادر مثال

ہجرت کے موقعہ پر غار حرا میں حضرت اسماء نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کو پہلے دن کھانا پہونچا آئیں۔ جب دوسرے دن پہونچانے کے لیے گئیں تو روایت میں آتا ہے کہ ان کے ماتھے پر زخم تھا اور کچھ مغموم سی تھیں، نبی علیہ الصلوۃ السلام نے دیکھا تو پوچھا اسماء! آج مجھے تم پریشان اور غم زدہ نظر آتی ہو، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو آگئے، پوچھا اسماء! کیا بات ہے؟ عرض کیا۔
اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! کل جب میں آپ کو کھانا دیکر واپس گئی، تو راستہ میں ابوجہل مل گیا اس نے مجھے پکڑ لیا، کہنے لگا، ابوبکر کی بیٹی! تجھے پتہ ہوگا کہ تیرے والد کہاں ہیں اور تمہارے پیغمبر کہاں ہیں؟ میں نے جواب میں کہہ دیا کہ ہاں مجھے پتہ ہے، وہ کہنے لگا، مجھے بتاؤ، میں نے کہا میں نہیں بتاؤں گی، اس نے مجھے دھمکایا، ڈرایا، اور کہنے لگا کہ اگر تم نہیں بتاؤ گی تو میں تمہیں بہت ماروں گا، سخت سزا دوں گا، میں نے کہا، میں ہرگز نہیں بتاؤں گی، اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس نے مجھے ایکدم زوردار تھپڑ لگایا میں نیچے گری، پتھر پر میری پیشانی لگی، اس میں سے خون نکل آیا اور میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے، پھر اس نے مجھے بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا، اور کہا کہ بتا ورنہ تجھے اور ماروں گا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے کہا، ابوجہل! میری جان تیرے حوالے ہوسکتی ہے مگر میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے نہیں کروں گی۔ یہ ہے خواتین اسلام کی محبت ووفا کی مثال۔

Scanned with CamScanner

ملک کے سنگین حالات میں دعوت فکر وعمل

مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی

آج سے نصف صدی قبل مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی نگاہ بصیرت سے اس کی پیشین گوئی کی تھی کہ ہمارے ملک کی سرزمین پر اندلس کی تاریخ دہرانے کی پوری تیاری ہو چکی ہے، اگر مسلمان علماء اپنی فراست کا ثبوت دیتے ہوئے اس آنے والے طوفان بلاخیز پر بند باندھنے کی کوشش نہیں کریں گے اور امتِ مسلمہ کو خوابِ غفلت سے بیدار نہیں کریں گے تو انہیں اپنی آنکھوں سے اس ملک میں اندلس میں اسلامی حکومت کے خاتمہ کے بعد رونما ہونے والے دلخراش مناظر کو دیکھنے میں دیر نہیں لگے گی۔

ملک کے موجودہ ناگفتہ بہ حالات جس کی مثال ماضی قریب میں کیا ماضی بعید میں بھی نہیں ملتی اس پر جب ہم مفکر اسلامؒ کی مؤمنانہ پیشین گوئی کے تناظر میں نظر دوڑاتے ہیں تو ایک عام مسلمان اور مؤمن کی طرح ہم پر بھی افسردگی اور مایوسی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، لیکن جب ہم عالم اسلام بالخصوص برصغیر کے مسلمانوں کی ماضی قریب کی تاریخ خاص کر 1857 اور ملک کی تقسیم وآزادی کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ ظلم وزیادتی کے دل دہلا دینے والے جو واقعات پیش آئے اس کا تجزیہ ملک کی موجودہ صورتِ حال سے کرتے ہیں تو یک گونہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ اس ملک میں ان شاء اللہ اندلس کی تاریخ دہرانا آسان نہیں ہے، جب مسلمانانِ ہند اس سے بدتر حالات میں بھی اپنی ایمانی طاقت کے ساتھ الحمد للہ اس کا کامیاب مقابلہ کر کے دنیا کے سامنے اپنی مؤمنانہ زندگی کا ثبوات دے چکے ہیں تو ان شاء اللہ ان موجودہ تشویش ناک حالات میں بھی توحیدی شان کے ساتھ پھر ایک بار ابھر کر دنیا کے سامنے آنے میں کامیاب ہوں گے اور اس ملک میں اپنے دینی تشخص کے ساتھ اپنے وجود کو ثابت کرنے میں بھی کامیاب ہوں گے۔

لیکن ماضی کے اور موجودہ حالات میں فرق ہے : لیکن ہمیں یہ بات بھی سمجھنا چاہیے کہ ہمارے ملک کے مسلمانوں کو ماضی میں درپیش حالات اور موجودہ صورتِ حال میں بنیادی فرق ہے، ماضی میں نشانہ مسلمان تھے اور اب اسلام ہے، سابق میں مسلمانوں ہی کو عملاً ختم کرنے اور ان کو پوری طرح جانی و مالی نقصانات سے دوچار کرنے کی منصوبہ بند کوشش کی گئی تھی اور اس میں ان کو تھوڑی بہت کامیابی بھی ملی تھی، لیکن اب وہ اس سرزمین سے مسلمانوں کے بجائے اسلام کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اسی لیے 1857ء سے 1947ء تک نوے سال کے وقفہ میں اور اس کے بعد بابری مسجد کی شہادت تک مسلمانوں کی جان ومال کو نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجہ میں اس دوران وقفہ وقفہ سے رونما ہونے والے فسادات میں جام شہادت نوش کرنے والوں کی تعداد مجموعی طور پر دس لاکھ کے آس پاس پہنچ گئی جو پوری اسلامی تاریخ میں بغیر جنگ کے کسی بھی ایک ملک میں یک طرفہ شہید ہونے والوں کی بہت بڑی تعداد تھی جس کی مثال ہمیں صرف بغداد میں تاتاریوں کے حملہ کے علاوہ کہیں اور نہیں ملتی، اب صورت حال اس کے برخلاف ہے، عالم اسلام میں اب اسلام دشمن طاقتوں کو اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ قیامت تک اس سرزمین سے مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان کو عملاً نام کے مسلمان رکھتے ہوئے اندرون سے ان کی ایمانی قوت کو ختم کیا جائے یا پھر ایمانی جذبہ کو کم از کم سرد کرتے ہوئے انھیں صرف جسمانی اعتبار سے باقی رہنے دیا جائے۔

ہمیں اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ ایک حد تک اس میں ان کو کامیابی بھی ملی ہے، چنانچہ عالمی سطح پر نظام تعلیم میں ایسی تبدیلی کی گئی ہے کہ ایک طرف اس سے اخلاقی انارکی بھی آئے اور دوسری طرف اس سے استفادہ کرنے والے طلبہ وفارغین یا تو اپنے مذہب سے دور ہو جائیں یا کم از کم اپنے گھر کی چہار دیواری تک اپنے دین کو محدود رکھیں اور مغربی تہذیب وثقافت کو اپناتے ہوئے خود ساختہ روشن خیالی اور ترقی کے نام سے وہ ایک دن خود اپنے دین کے باغی بن کر سامنے آئیں، چنانچہ آج عالم اسلام بالخصوص عالم عرب میں جو نئی تعلیم یافتہ نسل حکمرانی کے فرائض انجام دے رہی ہے ان کے نظریات وافکار، اسلام پر ان کے اعتماد کی کمی، یہود ونصاریٰ سے ان کی قربت اور دین پسند تحریکات و اداروں اور اسلامی شخصیات سے ان کی دوری بلکہ نفرت اور الرجی ان ہی مذموم عزائم میں ان کی کامیابی کا ثبوت ہے۔ ہمارے ملک میں بھی اسی کامیاب منصوبہ کو درآمد کیا گیا ہے۔

عالم اسلام اور عالم عرب کی طرح ان یہود نواز تنظیموں اور صہیونی ومشنری اداروں کو تہذیبی یلغار اور فکری ارتداد کے حوالہ سے خود ہمارے ملک میں بھی غیر متوقع کامیابی مل رہی ہے، چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج سے دس سال قبل تک وقفہ وقفہ سے ملک کے کسی بھی صوبہ یا خطہ سے فرقہ وارانہ فسادات کی خبریں آتی تھیں لیکن آٹھ دس سال سے یہ سلسلہ تقریباً رک گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اعلیٰ سطح پر موجود پالیسی ساز شخصیات اور یہودیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ رکھنے والے برہمن وادا اداروں کو عالمی سطح پر ہونے والے اس کامیاب منصوبہ وتجربہ کو ہمارے ملک میں بھی درآمد کرنے میں کامیابی ملی ہے، چنانچہ اس ملک سے مسلمانوں کو ختم کرنے کی ناکام کوششوں کے بعد مسلمانانِ ہند وبرصغیر پر بھی اب اس آخری حربہ کو آزمایا گیا ہے جس کے مطابق مسلمان نام کے مسلمان رہ جائیں اور چاہے تو نماز، روزے اور حج وزکاۃ کے بھی پابند رہیں، لیکن زندگی کے مختلف شعبوں اور انفرادی واجتماعی زندگی میں اپنے ملی تشخصات کو چھوڑ کر اپنے دین کے زیر اثر رہنے کے ارادوں اور خیالات سے دستبردار ہو جائیں اور ایک ایسے متحدہ کلچر میں ضم ہو جائیں جس میں ایمان تو دور کی بات اخلاق اور حیا کا بھی دور دور تک نام ونشان نہ رہے۔

اسلام دشمن طاقتوں کو اس معاملہ میں مجموعی طور پر ماضی قریب میں اتنی کامیابی نہیں ملی ہے جتنی ان کو پچھلے دس سالوں میں عالم اسلام بالخصوص برِصغیر میں ملی ہے، جس کے نتیجہ میں ادھر چند سالوں میں فکری ارتداد والحاد کے جو واقعات مسلم معاشرہ میں پیش آئے ہیں وہ پچھلے پچاس سالوں میں پیش نہیں آئے ہیں، اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ 2005ء تک اسلام کے عائلی قوانین کے خلاف عدالتوں میں رٹ داخل کرنے والے اکثر غیر مسلم ہوا کرتے تھے اور اس میں اکا دکا ہی کوئی مسلمان ہوتا تھا، لیکن اب حال یہ ہے کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کروڑوں کے صرفہ سے جن عائلی قوانین کے سلسلہ میں عدالتوں میں مقدمات کا سامنا کر رہا ہے وہ اکثر خود ہمارے مسلمان بھائی بہنوں کی طرف سے داخل کردہ ہیں، اسی طرح اسلام پر اعتراضات کرنے والے ٹی وی چینلوں کے ڈیبیٹ میں اس وقت غیر مسلموں سے زیادہ ہمیں خود عصری تعلیم یافتہ مسلم مرد وخواتین نظر آ رہے ہیں۔

ہمارے ملک میں اسپین کی تاریخ دہرانا ناممکن نہیں مشکل ضرور ہے : اس احساس کے باوجود کہ ہمارے ملک کو دوسرا اسپین بنانے کی بڑی حکمت عملی کے ساتھ منصوبہ بندی کی گئی ہے اور اس کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز بھی ہو چکا ہے لیکن تاریخ کے جن طالب علموں کی اسپین میں مسلمانوں کے انخلا کے وقت اس وقت کے وہاں کے دینی واخلاقی حالات اور ہمارے ملک کی موجودہ صورتِ حال پر نظر ہے ان کا کہنا ہے کہ دونوں جگہ کے حالات میں بنیادی فرق ہے جس کی بنا پر ہندوستان میں اس تاریخ کو دہرانے کا قوی امکان تو ہے لیکن یہ اتنا آسان نہیں، مسلمانوں کو اسپین سے ہجرت کرانے اور اپنے دین سے دستبردار کرانے میں کامیابی ان کو اس لیے ملی تھی کہ وہاں اس وقت علما اور عوام کا آپسی ربط نہ ہونے کے برابر تھا، مذہبی قائدین خود آپس میں دست وگریباں تھے اور فقہی مسالک کو مذہب کا درجہ دیے ہوئے تھے، آپسی انتشار وافتراق اور گروہ بندی آخری حد تک پہنچ گئی تھی جس کی وجہ سے عوام دینی قیادت سے بدظن تھے، شریعت کے تحفظ میں اہم رول ادا کرنے والے دینی مدارس کا وجود وہاں اُس وقت نہ ہونے کے برابر تھا، نئی نسل کے ایمان پر باقی رکھنے کی کوششیں بھی جو دینی مکاتب کی شکل میں ممکن تھیں نہ ہونے کے برابر تھی، دوسری طرف غیر اسلامی تہذیب جس طرح خاموشی سے مسلمانوں کے اندرون سے ایمان وتوحید کو کھوکھلا کر رہی تھی اس کا احساس عوام تو عوام خواص کو بھی نہیں تھا اور نہ اس کے سدِ باب کے لیے اجتماعی کوششیں ہو رہی تھیں، برادرانِ وطن تک دین کے پیغام کو پہنچانے اور ان میں اسلام کا تعارف کرانے کا دعوتی کام بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔

لیکن اس کے برخلاف الحمد للہ ہمارے ملک کو ہزاروں کمیوں اور کوتاہیوں کے باوجود جس کا ہمیں خود الحمد للہ احساس بھی ہے اور اعتراف بھی، اب تک اس ناگفتہ بہ صورتِ حال سے مجموعی طور پر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے محفوظ رکھا ہے، اسپین میں ان کو کامیابی اس لیے بھی ملی تھی کہ ایک طرف خارج میں دشمنوں کی حکمتِ عملی اور منصوبہ بندی تھی تو دوسری طرف اندرون میں اس کے لیے میدان بھی ہموار تھا اور زمین بھی نرم تھی، ہمارے یہاں اگرچہ اس کے لیے نہ صرف کوششیں ہو رہی ہیں بلکہ اسپین سے زیادہ بڑے پیمانے پر اور بڑی چالاکی اور مکاری سے اس کو عملی جامہ پہنانے پر توجہ بھی مبذول کرائی جا رہی ہے، لیکن ہزار کوششوں کے باوجود ان کو اس میں کامیابی کا ملنا ناممکن نہیں تو بہت دشوار ضرور ہے، اس لیے کہ ہمارے ملک کے طول وعرض میں الحمد للہ دینی مدارس کا جال مضبوط اسلامی قلعوں کی شکل میں آج بھی موجود ہے جس کی مثالیں پورے عالم اسلام میں اس وقت نہیں ملتیں، دین وشریعت سے عوام وخواص کو مربوط رکھنے میں اہم رول ادا کرنے والی سدِ سکندری کی طرح قائم یہ ایمانی چہار دیواریں اور تحفظ شریعت کے مراکز جس کی اہمیت کا اندازہ ہم سے زیادہ ہمارے دشمنوں کو ہے اپنا دعوتی فریضہ کسی نہ کسی صورت میں انجام دے رہے ہیں، اسی کے ساتھ دین اسلام کو انحرافی نظریات سے محفوظ رکھنے اور نت نئے فتنوں کے تعاقب کا فریضہ بھی ہمارے یہی دینی مدارس کے فارغین انجام دے رہے ہیں، الحمد للہ علماء پر عوام ہی نہیں خواص کا بھی اعتماد ابھی بھی باقی ہے، ان کی ایک آواز پر لاکھوں کا جو مجمع آج بھی اپنے دین کے تحفظ کے لیے میدان میں آ کر اپنی زندگی کا ثبوت دیتا ہے اس کا تصور اس وقت آپ کسی اسلامی ملک میں بھی نہیں کر سکتے، اپنے ہزار مسلکی اختلافات کے باوجود دینی حلقوں اور مذہبی قیادت میں آج بھی ملت کے مشترکہ مسائل میں تال میل کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہے، علماء اور دینی قیادت پر امت کا یہی اعتماد، ان دینی مدارس اور اسلامی قلعوں کی برکت سے مسلمانوں کا توحیدِ خالص کے ساتھ اپنی شریعت پر زندہ رہنے کا یہی پختہ عزم اور شریعت سے ان کی وابستگی ووارفتگی کی یہی عظیم نعمت دشمنوں کی نظر میں اس وقت کھٹک رہی ہے، ان کو اب یقین ہو گیا ہے کہ ہم اس ملک میں اسلام کو زندہ رکھنے والے ان مدارس کے پھیلتے اس وسیع جال کو نہ ختم کر سکتے ہیں اور نہ علماء سے عوام کے اس مستحکم ربط کو ختم کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں، اس لیے اب ان کی کوششیں یہی ہیں کہ کم از کم دینی قیادت پر عوام وخواص کے اعتماد میں خاموشی سے کمی لانے کی کوشش کی جائے اور دینی مدارس سے عوامی ربط کو کمزور کیا جائے اور خود ان مدارس کو خالص دینی تعلیم کے بنیادی مقصد سے ہٹا کر عصری تعلیم کی آمیزش کے ساتھ اس کی حقیقی روح سے اس کو دور کر کے برائے نام مدرسہ یا جامعہ رہنے دیا جائے۔ اس پورے پس منظر میں اب برصغیر کے مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اگر اپنے اس ملک میں اسپین کی تاریخ کو دہرانے سے اس کو بچانا چاہتے ہیں تو اپنے ان مدارس ومکاتب اور دینی قلعوں کی نہ صرف حفاظت کریں بلکہ اس کو پہلے سے زیادہ مستحکم ومضبوط کریں اور دشمنوں کی چالوں کو سمجھتے ہوئے مدارس کی روح کو باقی رکھتے ہوئے اس کو اپنے حقیقی وبنیادی مقاصد سے ہٹنے نہ دیں۔

ہمیں اپنی دعوتی کوتاہیوں کا بھی جائزہ لینا ہے : عالم اسلام کے ان تشویشناک حالات اور خود اپنے ملک کی ناگفتہ بہ صورت حال میں اسپین کی تاریخ کے مطالعہ کی روشنی میں ہمیں اب ان کوتاہیوں اور غفلتوں سے بھی بچ کر رہنے کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے الحاد وارتداد کی شکل میں وہاں اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا، تاریخ بتاتی ہے کہ دعوتی فرائض سے غفلت اور برادرانِ وطن تک اسلام کا پیغام نہ پہنچانا ان کا سب سے بڑا اور بنیادی جرم تھا، آج ہم سے بھی اس ملک میں پھر وہی غلطی سرزد ہو رہی ہے چنانچہ ہمیں شکوہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی طرف سے ظلم پر ظلم کے باوجود ان کی پکڑ کیوں نہیں ہو رہی ہے اور ہم مظلوموں کے لیے آسمان سے اللہ کی مدد کیوں نہیں آ رہی ہے، عادۃ اللہ یہ رہی ہے کہ جب بندگانِ خدا تک دعوت کا پیغام پہنچ جاتا ہے اور وہ مسلسل انکار کر کے پھر اہلِ ایمان پر ظلم کرتے ہیں تو ان کی پکڑ ہوتی ہے، اپنے ملک کے اسّی فیصد برادرانِ وطن کے تعلق سے اس وقت ہم اہلِ ایمان کیا یہ کہنے کی پوزیشن میں ہیں کہ ہم نے توحید ورسالت کی عظیم امانت کو ان تک پہنچا دیا ہے یا کم از کم ان کی نظروں سے گزار دیا ہے؟ یقیناً ہم سب کا جواب نفی میں ہے، کتنے ہمارے مسلم سرمایہ دار، صنعت کار اور تجار ہیں جن کی ماتحتی میں سینکڑوں نہیں ہزاروں غیر مسلم برادرانِ وطن سالوں سے ان کی کمپنیوں میں خدمت انجام دے رہے ہیں یا ان کے تعلیمی وسماجی اداروں میں ملازمت کر رہے ہیں، لیکن اس دوران کبھی ہم نے بھول کر بھی زندگی میں ایک دفعہ ہی سہی خود ان کی خیر خواہی کرتے ہوئے ان کو آخرت کے ہمیشہ ہمیش کے عذاب سے ڈرا کر شرک وکفر سے باز آنے کی ترغیب دی ہے؟ ہم فخر سے کہتے ہیں کہ ہماری دکانوں، آفسوں اور کمپنیوں میں ہمارے سامانِ تجارت کے خریدار مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلم ہیں، ان کی گھریلو تقریبات میں ہم شریک ہوتے ہیں اور خوشی کی ہماری محفلوں میں وہ بھی آتے ہیں، لیکن کل قیامت میں جب انھیں شرک کی وجہ سے ہمیشہ ہمیش کی جہنم کی سزا ملے گی اور اس موقع پر ہمارا حوالہ دے کر وہ اللہ تعالیٰ سے انصاف طلب کریں گے کہ اے اللہ! اگر ہمارے ان کے بھائیوں نے ایک بار ہی سہی آپ کے اس پیغام کو ہم تک پہنچایا ہوتا تو شاید آج ہمارے لیے یہ نوبت نہیں آتی، تو اس وقت ہمارا کیا جواب ہوگا؟ یہ سوچ کر ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

عمل وکردار سے کامیابی ملتی ہے

مولانا اسعد اعظمی، بنارس

ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں ہونے کے باوجود عالمی پیمانے پر تعداد کی کثرت کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہیں۔ پہلے نمبر پر مسلم ملک انڈونیشیا ہے، جہاں سب سے زیادہ مسلمان آباد ہیں اور دوسرے نمبر پر ہندوستانی مسلمان ہیں جو اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی مسلم اکثریت کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہیں۔

کتاب وسنت کی نصوص کے ساتھ اور اہل حق کی تاریخ کو سامنے رکھیں تو یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ ہمارے لئے اقلیت میں ہونا کبھی کوئی مسئلہ نہیں رہا، ہم نے کبھی نہ تو تعداد کی کثرت پر بھروسہ کیا نہ قلت پر افسوس کیا۔ ہمارے لئے اصل چیز ایمان کی طاقت اور عقیدے کی مضبوطی ہے۔ اگر ہماری تعداد بہت زیادہ ہو، مگر ایمان اور عقیدہ وعمل میں کمزور ہوں تو تعداد کی کثرت ہمارے کام نہ آسکے گی۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ یہی بات سمجھائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بسا اوقات ایک چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے۔ (سورہ بقرہ:۲۴۹) یہاں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ غلبہ اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے، ہماری قلت یا کثرت سے نہیں۔

ایک مقام پر فرمایا: ''میرے بندوں میں سے تھوڑے لوگ ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔ (سورہ سبا:۱۳) ایک جگہ ہے: ''ایمان اور عمل صالح والے تھوڑے ہی ہیں۔ (سورہ ص:۲۴)

دوسری طرف اکثریت کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے: ''اے نبی! آپ کی خواہش کے باوجود لوگوں کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں۔ (سورہ یوسف:۱۰۳)

اگر روئے زمین پر بسنے والوں میں سے اکثریت کی بات مانیں گے تو وہ آپ کو اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ (سورہ انعام:۱۱۶)

غزوہ حنین میں مسلمانوں کی تعداد ماضی کے مقابلے میں کچھ زیادہ تھی، کسی کی زبان سے اس طرح کی بات نکل گئی کہ آج ہم کثرت تعداد کی وجہ سے شکست نہیں کھا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں اس پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہوگیا تھا، لیکن اس کثرت نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہوگئی...... (سورہ توبہ:۲۵)

اگر ہم عہد نبوی اور اس کے بعد میں ہونے والی جنگوں کے فریقین کی تعداد کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اکثر جنگوں میں مسلمانوں کی تعداد دشمنوں کے مقابلہ میں کم رہی، جیسے غزوہ بدر میں مسلمان ۳۱۳، دشمن ۱۰۰۰، غزوہ احد میں مسلمان ۶۵۰، دشمن ۳ر ہزار، غزوہ احزاب میں مسلمان ۳ر ہزار، دشمن ۱۰ر ہزار، غزوہ خیبر میں مسلمان چودہ سو، دشمن ۱۰ر ہزار، غزوہ موتہ میں مسلمان ۳ر ہزار، دشمن ایک لاکھ (یا دو لاکھ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک لڑائی جلولاء کی لڑی گئی، اس میں مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی اور فارس کا لشکر جرار ایک لاکھ پر مشتمل تھا، اس میں سینکڑوں ہاتھی تھے جو ایرانی لشکر کے آگے آگے چلتے تھے، اس میں ایک سفید ہاتھی سب سے آگے تھا، پہلے امیر لشکر رستم کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ تم لوگ لوٹ جاؤ، اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو، ہر سپاہی اور امیر لشکر کو بطور انعام اتنی اتنی رقم دی جائے گی، مسلمانوں کے امیر لشکر نے فرمایا: "نحن نحب الموت في سبيل الله كما تحبون الحياة" کہ ہم اللہ کے راستے میں موت کو اسی طرح عزیز رکھتے ہیں جس طرح تم کو زندگی عزیز ہے۔ فارس کے امیر لشکر رستم نے کہا: "فانا لانرى معكم عددا ولاعدة ولاقوة ولاسلاحا" کہ تمہارے پاس نہ گنتی میں کافی لوگ ہیں اور نہ ساز وسامان ہی ہے اور نہ قوت وہتھیار ہے۔

بالآخر جنگ جاری ہوگئی، ہاتھیوں کے قطار سے سفید ہاتھی آگے بڑھا اور دو چار مقابل میں آنے والے فوجیوں کو ہلاک کردیا تو مسلمان فوجیوں کے اندر خوف وہراس کی لہر دوڑ گئی، انہوں نے سوچا کہ یہ ہاتھیوں کی لڑائی ہے، آخر ہم کس طرح کامیاب ہوسکتے ہیں؟

تو دو نوجوانوں میں یہ بات چیت ہوئی کہ تم کل ایک نیزہ لے کر سفید ہاتھی کی آنکھ میں بھونک دو اور میں ایک تلوار لے کر سونڈ پر اس طرح ماروں گا کہ سونڈ مستک سے کٹ کر الگ گر جائے گی، چنانچہ اس پروگرام سے دونوں نوجوان ہاتھی کے سامنے آئے، سفید ہاتھی کی آنکھ میں ایک نے نیزہ مارا اور دوسرے نے تلوار سے ایسی کاری ضرب لگائی کہ سونڈ کٹ کر مستک سے الگ ہوگئی، سفید ہاتھی اپنے ہاتھیوں کی طرف بھاگا اور تمام ہاتھی فوجیوں کی طرف بھاگے جس سے فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور مسلمان حملہ آور فوجیوں پر ٹوٹ پڑے، تمام میدان خالی ہونے لگا اور مسلمان صحابہ نے ان کا پیچھا مدائن ونہاوند تک کیا، مدائن ونہاوند بھی اسی وقت فتح ہوگیا۔ بحوالہ کتاب الخراج للقاضی ابی یوسف)

یرموک کی جنگ کا معاملہ بھی بڑا عبرت ناک ہے، اس میں مسلمانوں کی تعداد محض چالیس ہزار تھی، جب کہ ان کے مقابلے میں رومی دو لاکھ چالیس ہزار تھے لیکن وہ بری طرح شکست کھائے۔

میدان جنگ سے واپسی کے بعد رومی بادشاہ حد درجہ مغموم حالت میں اپنے فوجیوں کی شکست کا راز دریافت کرتا ہے، اس نے اپنے فوجیوں سے کہا: ''تم برباد ہو، مجھے یہ بتاؤ کہ جو لوگ تم سے جنگ لڑ رہے تھے کیا وہ تمہاری طرح انسان نہ تھے؟

انہوں نے جواب دیا: ضرور، کیوں نہیں۔ بادشاہ کہتا ہے: یہ بتاؤ کہ تم زیادہ تھے یا وہ؟ انہوں نے کہا: ہر مقام پر ہم ان سے کئی گنا زیادہ تھے۔ بادشاہ پھر پوچھتا ہے: تب تم کیوں شکست کھاتے رہے؟ رومیوں کے عظیم لوگوں میں سے ایک معمر شخص نے کہا: ''اس وجہ سے کہ وہ رات کو قیام کرتے ہیں (تہجد پڑھتے ہیں) دن کو روزہ رکھتے ہیں، عہد کو پورا کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں اور آپس میں انصاف کرتے ہیں دوسری طرف ہمارا حال یہ ہوتا ہے کہ ہم شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں، حرام کا ارتکاب کرتے ہیں، عہد شکنی کرتے ہیں، ظلم کرتے ہیں، ناپسندیدہ امور کا حکم دیتے ہیں اور جن باتوں سے اللہ راضی ہوتا ہے ان سے روکتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں'' بادشاہ بولا ''تو نے مجھ سے سچ بات کہی'' (البدایہ والنہایہ لابن کثیر:۷ر۱۵-۱۶)

اس تجربہ کار رومی بزرگ نے عزت وذلت اور فتح وشکست کے بارے میں بالکل درست تجزیہ کیا اور بتایا کہ مسلمان تعداد میں بہت کم ہونے کے باوجود کثیر تعداد کے دشمنوں پر اس لئے فتح پاتے ہیں کہ ان کے عقائد واعمال درست ہیں، وہ حقوق اللہ وحقوق العباد دونوں کا خیال رکھتے ہیں، اس لئے فتح وکامرانی ان کے قدم چومتی ہے اور زمین پر ان کا غلبہ بڑھتا جاتا ہے، مسلمان اپنی تعداد سے نہیں بلکہ اپنے عمل اور کردار سے کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: ''ہم زبور میں پند ونصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے۔ (سورہ انبیاء:۱۰۵)

یہاں واضح کردیا گیا کہ اقتدار اور غلبہ وبرتری صالحیت کے ساتھ مشروط ہے، تعداد اور طاقت کے ساتھ نہیں۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو لوگ بالکل کمزور وشمار کیے جاتے تھے ہم نے ان کو اس سرزمین کے پورب وپچھم کا مالک بنادیا جس میں ہم نے برکت دے رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہوگیا اور ہم نے فرعون کو اور اس کو قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ اونچی اونچی عمارتیں بنوائے تھے سب کو درہم برہم کردیا۔

صبر واستقامت، تقویٰ وصالحیت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور اس جیسی نیکیاں نصرت الٰہی کے حصول کا سبب بنتی ہیں اور قلت تعداد کے باوجود مسلمانوں کو فتح وکامرانی کا تاج پہناتی ہیں، اس کے برعکس ہماری تعداد جتنی بھی زیادہ ہوجائے اگر یہ صفتیں اور یہ خوبیاں ہمارے اندر نہیں ہیں تو خس وخاشاک اور کوڑے کرکٹ سے زیادہ ہماری حیثیت نہ ہوگی۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا وقت آنے والا ہے کہ دوسری امتیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کہ کھانے والے اپنے پیالے پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں، ایک شخص نے کہا کہ کیا یہ ان دنوں ہماری قلت تعداد کی وجہ سے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم ان دنوں بہت زیادہ ہوگے، لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے جھاگ کی طرح ہوگی، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں ''وھن'' ڈال دے گا، پوچھنے والے نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وھن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔

ہر شخص جانتا ہے کہ اچھے لوگ کم ہی ہوتے ہیں، چنانچہ مسلمان دوسروں کی بہ نسبت کم ہیں، پھر مسلمانوں میں حق اور سنت کی پیروی کرنے والے کم ہیں، نمازی کم ہیں، دین پسند کم ہیں، ایمان دار کم ہیں......الخ

وطن عزیز کے اندر اگرچہ ہماری تعداد کم ہے لیکن ہم اپنے اخلاق وکردار سے برادران وطن کا دل جیت سکتے ہیں، سچائی، ایمان داری، وعدہ وفائی، امانت داری، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک، بیکسوں سے ہمدردی، کمزوروں کے ساتھ تعاون کریں اور ساتھ ہی بدسلوکی سے اجتناب، بے ایمانی، دھوکہ دھڑی، بدعہدی، امانت میں خیانت اور ان جیسے اعمال قبیحہ سے پرہیز کریں۔

اسی طرح اقلیت میں ہوتے ہوئے ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم دوسروں کی بہ نسبت زیادہ محنت کریں، بالخصوص تعلیمی میدان میں، کیوں کہ اس میدان میں اپنے قدم مضبوط کر کے ہم بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں، جب کہ زمینی حقیقت یہ ہے کہ تعلیم میں ہم دوسروں کے برابر ہونا تو دور کی بات ہے آبادی کا شاید ایک فی صد بھی نہیں ہیں، لیکن تعلیم اور محنت کے بل بوتے پر وہ پوری دنیا کی سیاسی، اقتصادی اور تعلیمی رہنمائی انجام دے رہے ہیں اور اس قدر اثر ورسوخ بنا رکھا ہے کہ ہم اس کا تصور بھی شاید نہ کر سکیں۔

بحیثیت اقلیت ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دین پر سختی سے قائم رہیں اور اپنے مذہب اور مذہبی شناخت کی اچھی طرح حفاظت کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اکثریت سے مرعوب ہوکر یا ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے عقیدے اور مذہبی شناخت سے دست بردار ہوجائیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا کوئی دنیوی فائدہ بھی نہیں، بلکہ یہ محض ایک فریب ہے، اس کی وجہ سے ہم دین ودنیا دونوں کو برباد کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضا کا طلب گار ہو تو لوگوں سے پہنچنے والی تکلیف کے سلسلے میں اللہ اس کے لئے کافی ہوگا اور جو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا کا طلب گار ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو اسے تکلیف دینے کے لئے مقرر کردے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے: ''جو لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضامندی تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کردیتا ہے اور جو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضامندی کا متلاشی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوجاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کردیتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہم قلت تعداد کو اپنی کمزوری اور بے وزنی کا سبب ہرگز نہ سمجھیں، شرعی تعلیمات نہ اس بات کی تائید کرتی ہیں اور نہ ہی تاریخی حقائق سے یہ بات سچ ثابت ہوئی ہے۔ بلکہ ہماری بے وقعتی اور ذلت وپستی کا سبب ایمانی وعمل اور اخلاق وکردار سے دوری ہے، ہمیں اس ناحیہ سے اپنا محاسبہ کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان وعمل کی کمزوری کو دور کرنے اور صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی ہدایت دے۔ آمین

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

تعلیم و روزگار

بنگلہ دیش میں کشتی میں آگ لگنے سے 39 افراد کی موت، 200 سے زائد زخمی

بنگلہ دیش کے جھالوکاٹی ضلع میں سگندھا ندی میں جمعہ کی صبح سویرے ایک کشتی میں آگ لگ جانے سے کم از کم 39 لوگوں کی موت اور 200 سے زیادہ لوگ زخمی ہو گئے۔ یہ واقعہ گابخان، دھان شری علاقہ میں جمعہ کو صبح سویرے تین بجے ہوا۔(یو این ائی)

فلپائن میں سمندری طوفان ''رائی'' سے 300 سے زیادہ افراد ہلاک

فلپائن میں تباہ کن سمندری طوفان ''رائی'' سے مرنے والوں کی تعداد 300 سے زیادہ ہوگئی ہے۔ نیشنل ڈیزاسٹر رسک ریڈکشن اینڈ مینجمنٹ کونسل (این ڈی آر آر ایم سی) نے یہ اطلاع دی ہے۔ کونسل کے حوالے سے سی این این فلپائن کے براڈ کاسٹر نے بتایا کہ جمعہ کو کرسمس سے ایک دن پہلے این ڈی آر آر ایم سی نے اطلاع دی کہ طوفان میں مرنے والوں کی تعداد 326 تک پہنچ گئی ہے۔(یو این آئی)

کرزئی نے طالبان کے ساتھ مل کر کام کرنے کی اپیل کی

افغانستان کے سابق صدر حامد کرزئی نے عالمی برادری سے طالبان کے ساتھ مل کر کام کرنے کی اپیل کی۔ مسٹر کرزئی سے جب سی این این کے انٹرویو کے دوران سوال کیا گیا کہ کیا دنیا کو طالبان کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے، جس کے جواب میں انہوں نے کہا: ''یہ ضروری ہے''۔ انہوں نے کہا ''یقینی طور پر ایسی مثالیں ہوں گی جہاں انہیں زمینی سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہوگی۔(یو این آئی)

اومیکرون کے حوالہ سے عالمی ادارہ صحت کے سربراہ کا نیا انتباہ

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) کے سربراہ ڈاکٹر ٹیڈروس نے ہلاکت خیز عالمی وبا کورونا وائرس کے نئے ویرینٹ اومیکرون کے بارے میں نیا انتباہ جاری کیا ہے۔ ڈبلیو ایچ او کے سربراہ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اومیکرون ویرینٹ کے پیش نظر تقریبات کو ملتوی کر دینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اومیکرون ویرینٹ پر قابو پانے کیلئے ہالیڈے ایونٹس کو مؤخر یا منسوخ کر دینا چاہئے، کیوں کہ ایک ایونٹ منسوخ کرنا ایک زندگی ختم کرنے سے بہتر ہے۔(یو این آئی)

ترکی اور قطر کا کابل ایئرپورٹ مشترکہ طور پر چلانے پر اتفاق

ترکی اور قطر نے افغانستان میں کابل بین الاقوامی حامد کرزئی ایئرپورٹ کو مشترکہ طور پر چلانے پر اتفاق کیا ہے۔ استنبول کے خبر رساں ادارے ''اناضولو'' سے بات کرتے ہوئے سفارتی ذرائع نے بتایا کہ حال ہی میں ترکی اور قطری وفود کے درمیان ہوائی اڈے کو ایک ساتھ چلانے کے لیے مختلف مذاکرات کیے گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ترک اور قطری کمپنیوں کے درمیان دوطرفہ شراکت داری کی بنیاد پر ایک مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے گئے۔ ذرائع نے بتایا کہ یہ معاہدہ اس وقت کیا گیا جب وزیر خارجہ ترکی-قطر سپریم اسٹریٹجک کمیٹی کے 7ویں اجلاس کے لیے دوحہ میں تھے۔ 7 دسمبر کو طے پانے والے معاہدے کے نتیجے میں بتایا گیا کہ ترکی کے ایک تکنیکی وفد نے قطری فریق کے ساتھ ہم آہنگی کے لیے دوحہ کا سفر کیا تھا۔ دوحہ ملاقاتوں کے بعد توقع کی جا رہی ہے کہ ترک اور قطری حکام پر مشتمل مشترکہ وفد کابل کا سفر کرے گا جہاں وہ عبوری افغان حکومت کے حکام کے ساتھ ہوائی اڈے کے معاہدے پر بات چیت کرے گا۔ واضح رہے کہ وفد افغان حکام کو اپنے مطالبات اور توقعات سے آگاہ کرے گا۔

نیا سال نئے مسائل

رواں برس کے آغاز پر بھارت کو کورونا وائرس کی دوسری اور تباہ کن لہر کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اب ایک مرتبہ پھر بھارت میں اومیکرون وائرس کے کیسز کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ گو کہ ماہرین کو امید ہے کہ نیا کورونا ویریئنٹ قدرے کم مہلک ہوگا تاہم ماہرین اس پر سنجیدگی سے توجہ دینے کو کہہ رہے ہیں۔ بھارت میں رواں برس کے آغاز پر کورونا وائرس کی دوسری لہر نے تباہی پھیلا دی تھی۔ اس لہر کی وجہ سے بھارت کا نظام صحت مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ اپریل اور مئی میں اس لہر کے بام اوج پر روزانہ سامنے آنے والے کیسز کی تعداد چار لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی تھی، جو ملک کے صحت کے ڈھانچے کے لیے ناقابل برداشت بوجھ تھا۔ اس دوران اہم ادویات، ہسپتالوں کے بستروں اور آکسیجن سیلنڈروں کی قلت تک کے مناظر دیکھے گئے۔ کئی افراد اس دوران ہسپتالوں کے باہر میڈیکل آکسیجن کی عدم دستیابی کی بنیاد پر دم توڑتے بھی نظر آئے۔ لاشوں کو ٹھکانے لگانے والے امن لال نے میڈیا سے گفتگو میں کہا کہ یہ ایک جہنم جیسا ماحول تھا، پوری قوم نے ہسپتالوں میں بستروں کی قلت کے خوف ناک مناظر ایک ماہ سے زائد عرصے تک دیکھے، آرتیوں کو دن اور رات آگ لگانے کا کام جاری تھا، ڈاکٹر آکسیجن کی بھیک مانگتے نظر آتے تھے، مریض ہسپتالوں کے دروازوں پر دم گھٹنے کے باعث بے بسی کی موت مر رہے تھے اور گلتی سڑتی لاشیں دریائے گنگا میں تیرتی نظر آتی تھیں۔'' حالیہ کچھ ہفتوں میں بھارت میں کورونا وائرس کی تیسری لہر کے خدشات بڑھ رہے ہیں اور وجہ عالمی سطح پر کورونا وائرس کی نئی قسم اومیکرون کا پھیلاؤ ہے۔ بھارت کے محکمہ صحت کے مطابق ملک بھر میں اب تک 12 ریاستوں میں اومیکرون کے 200 کیسز سامنے آئے ہیں، جن میں اکثریت مغربی ریاست مہاراشٹر اور دارالحکومت دہلی میں ریکارڈ کی گئی ہے۔ تاہم ملک میں کورونا کیسز کی یومیہ تعداد ایک ہفتے میں دوگنا ہو چکی ہے۔ اب تک تاہم ہلاکتیں رپورٹ نہیں ہوئی ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ آئندہ چند ہفتوں یا مہینوں میں بھارت میں انفیکشن کی تعداد بڑھ سکتی ہے۔ تاہم ان کا یہ بھی خیال ہے کہ نیا ویریئنٹ ممکنہ طور پر ڈیلٹا ویریئنٹ کے مقابلے میں کم مہلک ہو سکتا ہے۔(ایجنسی)

بہار حکومت ٹاٹا گروپ کے ساتھ جدید ٹیکنالوجی پر 6 نئے کورس شروع کرے گی

بہار میں تمام سرکاری صنعتی تربیتی اداروں (آئی ٹی آئی) کو سنٹر آف ایکسیلنس بنانے کے منصوبے پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ ریاست میں وزیر انسانی وسائل جیویش کمار مشرا نے کہا کہ ریاست کے نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کے مقصد سے آئی ٹی آئی اپ گریڈیشن کا کام تیز رفتاری سے کیا جا رہا ہے۔ بہار حکومت نے اگلے سال سے جدید ٹیکنالوجی پر چھ نئے کورسز شروع کرنے کے لیے ٹاٹا ٹیکنالوجی کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ کورسز ملازمت پر مبنی ہوں گے۔ کورسز میں آرک ویلڈنگ اور انڈسٹریل روبوٹکس، الیکٹرک وہیکل ٹریننگ، آئی او ٹی اور ڈیجیٹل آلات، مشینی اور مینوفیکچرنگ ایڈوائزر، آئی ٹی اور ڈیزائن، تمام قسم کی مرمت اور دیکھ بھال اور پلمبنگ کے جدید طریقے شامل ہیں۔ بہار حکومت ریاست میں بے روزگاری کو دور کرنے کے لیے سرکاری ملازمتوں اور نجی شعبوں دونوں میں روزگار کے نئے مواقع فراہم کرنے کی کوششیں کر رہی ہے۔ مشرا نے بتایا کہ طلبہ کو جدید ٹیکنالوجی کی تربیت دی جائے گی۔ اس ٹکنالوجی کے تحت مشین لرننگ، انٹرنیٹ آف تھنگز، گرافک ڈیزائن، روبوٹک مینٹیننس اور الیکٹریکل جیسی ٹیکنالوجی میں مشینیں لگا کر آئی ٹی کمپنیوں سمیت دیگر صنعتوں کی مدد سے آئی ٹی آئی کو مزید ترقی دی جائے گی۔ آن لائن ٹریننگ کے ساتھ ساتھ طلبہ کی جسمانی تربیت کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ آئی ٹی آئیز کی دیکھ بھال، انتظام اور آپریشن کے لیے کمیٹیاں تشکیل دینا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کلاس 10 یا میٹرک پاس کیا ہے وہ آئی ٹی آئی میں داخلہ لینے کے اہل ہیں۔(ایجنسی)

امارت شرعیہ کے اہداف کو پورا کرنے کی مشترکہ جدوجہد ہم سب کی ذمہ داری: مولانا محمد انظار عالم قاسمی

ضلع سہرسہ کے مختلف مواضعات میں دورۂ وفد کے موقع پر علماء کرام کا خطاب

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ دینی امیر کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اپنے امیر کی تابعداری نہیں کی اس نے گویا میری پیروی نہیں کی، غرض امیر شرعی کی اطاعت اور ان کی تابعداری ایک اہم ایمانی ذمہ داری کی حیثیت رکھتی ہے، بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے مسلمان خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے انہیں امارت شرعیہ کی برکت سے ایک امیر شرعی کے سایہ میں زندگی گذارنے کا موقع نصیب فرمایا ہے، اور آیت قرآنی کے تقاضہ پر عمل کی توفیق بخشی ہے، یہ ایک عظیم مذہبی نعمت ہے، اس لئے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے امیر شریعت کی مکمل تابعداری اور ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے عملی طور پر تیار رہے، ایک امیر کی ماتحتی میں دینی زندگی گذارنے سے اجتماعی قوت بھی حاصل ہوگی اور دینی امور کو منظم اور بہتر طور پر انجام دینا بھی آسان ہوگا۔ یہ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ اس وقت امارت شرعیہ کو حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی جیسا، جواں سال، دور اندیش، حالات اور زمانے کا نبض شناس، دینی و عصری علوم کا سنگم، جرأت مند، صاحب بصیرت، صاحب تقویٰ، عالی نسب، دوررس و دوربیں قائد عطا کیا ہے، جن کی رہنمائی اور سرپرستی میں امارت شرعیہ نے ہر شعبہ میں توسیع اور ترقی کا واضح منصوبہ اور ہدف متعین کیا ہے اور منصوبہ بندی کے ساتھ عملی جدوجہد کر رہی ہے۔ یہ باتیں قائد وفد مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ نے ضلع سہرسہ کے مختلف مواضعات میں وفد امارت شرعیہ کے اصلاحی و دعوتی دورہ کے موقع پر کہیں۔ خیال رہے کہ دورۂ وفد کا یہ پروگرام جمعرات کو جامع مسجد دگھیا، ضلع سہرسہ اور جمعہ کو جامع مسجد سلندر آباد میں منعقد ہوا۔ اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی شریعت نے مزید کہا کہ امارت شرعیہ تمام لوگوں کے مجموعہ کا نام ہے، فرد کا نام نہیں ہے، آج حضرت والا کے حکم سے امارت شرعیہ کے علماء کا وفد یہاں فروکش ہے، حضرت امیر شریعت کی ہدایت ہے کہ ہم صرف مالی استحکام کے لیے نہیں بلکہ معاشرے اور اس علاقہ کے دینی و فکری اصلاح کے لیے جائیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسان کو تنہا نہیں رکھا ہے بلکہ لوگوں اور سماج سے جوڑا ہے، ماں باپ سے، بیوی سے، بھائی بہن سے، پڑوسیوں سے، ضلع و ریاست اور ملک سے جوڑا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایک لمبی دنیا دے کر بھیجا ہے، صرف اپنے بارے میں سوچنا اللہ اور دین کی تعلیم نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا پڑوسی بھوکا رہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ حضرت امیر شریعت جیسی شخصیت ہمارے پاس ہے جو دن رات ہماری فکر میں رہتے ہیں، اور وہ چاہتے ہیں کہ ہم ہر وقت متحرک رہیں۔ ہم اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان کے چشم و ابرو کے اشارے کو سمجھتے ہوئے کام کریں۔ امارت شرعیہ کا یہ وفد یہاں اس لیے آیا ہے کہ یہاں کے لوگوں کی وابستگی امارت شرعیہ سے مضبوط ہو اور امارت شرعیہ کا پیغام عام ہو۔ امارت شرعیہ کا پیغام ہے کہ اتحاد و اتفاق قائم کیا جائے، آپسی جھگڑوں کو ختم کیا جائے، دارالقضاء کے نظام کو مضبوط کیا جائے، تعلیم کو عام کیا جائے، مسلم معاشرے کو بنیادی دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ سماج کی ترقی آپسی اتحاد و اتفاق اور تعلیم کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء نے اپنے خطاب میں شرعی قوانین کے حفاظت کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ شریعت کی حفاظت شریعت پر عمل کرنے سے ہوگی، انہوں نے لوگوں کو آپسی نزاعات ختم کرنے اور اگر کوئی معاملہ ہو تو اس کو لے کر دارالقضاء میں رجوع کرنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے اتحاد و اتفاق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ ایمانی بنیاد پر اخوت و محبت کا تعلق ہے وہ برقرار رہنا چاہئے۔ قاضی شریعت سہرسہ مولانا محمد یوسف قاسمی صاحب نے علاقہ کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ ضلع سہرسہ میں امارت شرعیہ کے تین تین دارالقضاء قائم ہیں۔ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپسی نزاعات خواہ وہ میاں بیوی کے معاملات ہوں یا وراثت وغیرہ کے تعلق سے ہوں ان کا حل دارالقضاء میں آ کر شریعت کی روشنی میں کرائیں۔ وفد میں شامل دیگر علماء کرام نے اصلاح معاشرہ کے دیگر اہم پہلوؤں پر خطاب کیا۔ عوام کی ایک بڑی تعداد نے وفد امارت شرعیہ کا پرجوش استقبال کیا، علماء وفد کے بیانات سن کر لوگوں نے شریعت کو مضبوطی سے تھامنے اور اس کے لیے جان و مال ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ اجلاس میں عوام کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا رئیس اعظم صاحب اور مولانا عبدالقادر صاحب مبلغین امارت شرعیہ نے اہم کردار ادا کیا۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

باعزت قوموں کیلئے تنظیم کی حیثیت آکسیجن کی ہے: مفتی سہراب ندوی

گذشتہ ۲۲ر دسمبر ۲۰۲۱ کو گوناہا بلاک ضلع مغربی چمپارن کے ذمہ داران وارکان کی ایک اہم میٹنگ زیر صدارت نائب ناظم امارت شرعیہ جناب مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب جامع مسجد ہودہ ڈمرا میں منعقد ہوئی۔ میٹنگ میں بلاک سطح کی اب کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔

تنظیم امارت گوناہا بلاک کے صدر جناب مولانا شہاب الدین نعمانی صاحب اور سکریٹری جناب مولانا کلیم اللہ نعمانی صاحب نے کارکردگی کی روداد پیش کی کارکرگی سے اندازہ ہوا کہ گزشتہ لاک ڈاون کی وجہ سے کام مضبوطی کے ساتھ آگے نہیں بڑھ سکا تاہم انفرادی طور پر کوششیں جاری ہیں، چنانچہ صدر محترم جناب مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے اپنی گفتگو میں تنظیم کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ایک باوقار و باعزت اور سر بلندی کی خواہش کے ساتھ زندگی گزارنے والی قوم وملت کیلئے تنظیم وہی حیثیت رکھتی ہے جو زندگی کی بقا کیلئے آکسیجن کی حیثیت ہے موصوف نے مختلف پہلوؤں سے تنظیم کے وجود کی اہمیت کو بتایا اور منظم نہ ہونے کے نقصانات کو سمجھایا انہوں نے موجودہ امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی تنظیم سے متعلق سوچ سے بھی آگاہ کیا اور کہا کہ امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ نے خود اپنے ہاتھوں سے تنظیم کی یہ امانت آپ لوگوں کے حوالے کیا ہے، انہوں نے بحیثیت ذمہ دار آپ لوگوں کو نامزد فرمایا تھا اس لئے آپ سب کی ذمہ داری ہے کہ اپنی ذمہ داری کو مضبوطی کے ساتھ سنبھالیں اور خوبصورتی کے ساتھ نبھائیں اس سے مرحوم کی روح کو بھی سکون ملے گا اور موجودہ امیر شریعت کے عزم وارادے کو قوت حاصل ہوگی، بلاک کی سطح پر کاموں کو مضبوطی کے ساتھ انجام دینے کے سلسلے میں حاضرین سے تبادلہ خیال کیا گیا اور جو آرا سامنے آئیں ان کی روشنی میں مندرجہ ذیل باتیں طے پائیں:

۱۔ طے پایا کہ آج سے سارے ذمہ داران متحرک رہیں گے اور کاموں کو وقت پر انجام دیا کریں گے نیز ہر تین مہینے میں اپنی کارکردگی رپورٹ ضلع کمیٹی کے ذمہ داران کو پیش کیا کریں گے، ۲۔ پنچایت سطح کے ذمہ داران کے انتخاب کا جو کام نامکمل ہے دس دنوں کے اندر اسکو مکمل کر کے اسکی فہرست مرکزی دفتر کو ارسال کردیں گے ۳۔ پندرہ دنوں کے اندر گوناہا بلاک کے جملہ اٹھارہ پنچایت کے ذمہ داروں کے ساتھ میٹنگ کر کے انہیں انکی ذمہ داریوں کے سلسلے میں مستعد بھی کردیں گے، ۴۔ دو ماہ کے اندر ہر پنچایت کے تمام مسلم آبادیوں کا سروے کر کے بنیادی دینی تعلیم اور مکتب کے سلسلے میں رپورٹ بھی تیار کرلیں گے اور تین ماہ کے اندر جہاں جہاں مکتب نہیں ہے وہاں مکتب قائم ہو جائے اسکی مضبوط کوشش کریں گے یا کم از کم ترجیحی بنیاد پر ہر پنچایت میں ایک مکتب قائم کر کے اسکی رپورٹ دیں گے، ۵۔ حالات اور ضرورت کے تناظر میں حضرت امیر شریعت کا جو پیغام آئیگا اسکو پوری جدو جہد کے ساتھ عملی طور پر عام کرنیکی فکر کریں گے، ۶۔ ہر تین ماہ پر پنچایت اور بلاک کے ذمہ داروں کی میٹنگ ہوا کرے گے کاموں کا جائزہ ہوگا اور رپورٹ ضلع کے ذمہ دار کو بھیجی جائے گی جبکہ ہر چھ ماہ پر بلاک و پنچایت کے ذمہ داران بلاک کے نقباء کے ساتھ میٹنگ کیا کریں گے اور تنظیمی کام کو گاوں سے لیکر بلاک تک منظم، متحرک اور مستحکم رکھنے کی فکر رکھیں گے، میٹنگ میں تنظیم کے صدر مولانا شہاب الدین نعمانی، سکریٹری مولانا کلیم اللہ نعمانی، نائب صدر مولانا جاوید اختر، نائب سکریٹری ڈاکٹر معین ساغر، مولانا ضیاء الرحمٰن نعمانی، محمد حسنین، ماسٹر عبداللہ، اویس احمد ماسٹر تبریز عالم، محمد روز انصاری محمد سہیل انصاری، وسیم رضا، انظار عالم، حافظ حبیب الرحمٰن اور اکبر علی کے علاوہ دیگر معززین نے شرکت کی۔

شہر پورنیہ کی مساجد کے صدور وسکریٹری کا ایک اہم فیصلہ

قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ پورنیہ کی تحریک پر مساجد کے ذمہ داروں کا خوش آئند قدم

دارالقضاء امارت شرعیہ پورنیہ کے زیر اہتمام شہر پورنیہ کے ذمہ داران مساجد کی ایک اہم نشست مسجد رضوان سجاد کالونی پورنیہ میں منعقد ہوئی،، جس کی صدارت امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نے فرمائی، افتتاحی گفتگو مولانا مفتی محمد ارشد قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ پورنیہ نے فرمائی، اس کے بعد جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نے اپنی صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد دین وایمان کا سب سے اہم مرکز ہے، یہ صرف نماز کے لئے نہیں ہے، بلکہ ایمان کی حرارت وتوانائی کے لئے مسجد کی حیثیت پاور ہاؤس کی ہے، پہلے سارے دینی امور مساجد ہی سے انجام دیئے جاتے تھے، لیکن ہم نے مسجدوں کی حیثیت کو کم کردیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت سب سے بڑا اہم کام یہ ہے کہ ہر مسجد میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا جائے، قرآن پاک بندوں کے نام رب کریم کا پیغام ہے، ضروری ہے کہ ہر مسلمان اس پیغام کو خود پڑھے اور سمجھے یا کم از کم سنے اور سمجھے، درس قرآن کا نظم خواتین کے لئے بھی علیحدہ طور پر یا پردے کی رعایت کے ساتھ مشترکہ طور پر کیا جانا چاہئے، چونکہ خواتین معاشرہ کا نصف حصہ ہیں، اور گھروں میں انہی کے ذریعہ دین وایمان کی روشنی آتی ہے، اسی طرح ہر مسجد کو بنیادی دینی مکتب کے نظام سے جوڑا جائے اور اس مسجد سے ملحق آبادی کے تمام بچے اور بچیوں کو بنیادی دینی تعلیم فراہم کرائی جائے، اسی طرح جمعہ کے خطبات کے ذریعہ ہر ہفتہ حاضرین کو ایسا دینی پیغام دیا جائے جس سے معاشرتی خرابیاں دور ہو سکیں اور دین کی راہ پر چلنے میں مدد مل سکے، مفتی صاحب نے مزید کہا کہ اس وقت شادی بیاہ میں جو خرافات ہو رہے ہیں اور جو فضول خرچیاں کی جارہی ہیں اس کی روک تھام کا نظم بھی مسجد کمیٹیوں کے ذریعہ ہونا چاہئے اور مسجد میں نکاح کا عمل انجام پائے اس کا مزاج بنانا چاہئے، معاشرے میں جو جھگڑے اور آپسی رنجش ہو جایا کرتی ہیں اس کو بھی مسجد کے سایہ میں سلجھانا چاہئے۔ اخیر میں مفتی صاحب نے ائمہ وموذنین کی عظمت وفضیلت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ائمہ کرام مصلی رسول کے جانشیں ہیں، وہ اپنی امامت میں آپ کی نماز جیسی اہم عبادت کا عمل پورا کراتے ہیں، دین وشریعت کی نگاہ میں امام کا مرتبہ بہت ہی بلند اور موذنین کا رتبہ غیر معمولی ہے، اس لئے ہمیں اسی اعتبار سے ان کی عزت کرنی چاہئے، ان کی عزت میں یہ بھی شامل ہے کہ ان کی تنخواہ خاطر خواہ دی جائے، تاکہ وہ اپنی بنیادی ضروریات بآسانی پوری کرسکیں، آج کے مہنگائی کے دور میں جو ہم ان کو تنخواہیں دیتے ہیں وہ نہایت قلیل ہیں، وہ اپنی عزت نفس اور خودداری کی بنیاد پر آپ حضرات کے سامنے اپنی تنخواہوں کے سلسلے میں اپنی زبان نہیں کھولتے ہیں، تو کیا ان کی خودداری کا یہی صلہ ہے کہ ہم ان کی تنخواہوں میں اضافہ نہ کریں، اس پر میٹنگ میں موجود شرکاء نے متفقہ طور پر کہا کہ نہیں ہرگز نہیں! ہم ضرور ان کی تنخواہوں میں اضافہ کریں گے، پھر انہی حضرات نے دو دو ہزار روپے امام اور موذن کی تنخواہوں میں اضافہ کا فیصلہ کیا اور کہا کہ ان شاء اللہ اب سے ہم لوگ ائمہ وموذنین کی تنخواہ میں مزید معقول اضافہ پر غور کرتے رہیں گے اور ان کی سہولیات اور اکرام کا بھی پورا لحاظ رکھیں گے، پورنیہ شہر کی مساجد کے ذمہ داران کا یہ فیصلہ دوسری مساجد کی ذمہ داروں کے لئے بھی بڑی ترغیب کی بات ہے۔ جن مساجد کے ذمہ داروں نے تنخواہ کے اضافے کا فوری اعلان کیا، ان میں مسجد رضوان، مکی مسجد، موتی مسجد، ابوبکر مسجد، مسجد قبا، نورانی مسجد، اسلامیہ مسجد، سپاہی ٹولہ جامع مسجد، سپاہی ٹولہ مدنی مسجد پورنیہ کے ذمہ داران شامل ہیں، اس میٹنگ میں جناب اعجاز صاحب سکریٹری انجمن اسلامیہ، مختار عالم، ایڈوکیٹ وامق صاحب، ایڈوکیٹ لڈن بھائی، حاجی زین الدین صاحب ندوی، اشفاق صاحب، ماسٹر ہاشم صاحب، محمود بھائی، مولانا مرغوب صاحب، پروفیسر آفتاب صاحب، ماسٹر نعیم اختر کے علاوہ نے شرکت کیں، اخیر میں صدر محترم کی دعا پر مجلس اختتام کو پہونچا۔

اردو سرکاری مراعات سے نہیں بول چال سے زندہ رہے گی: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

گذشتہ ۲۲ر دسمبر ۲۰۲۱ء بروز بدھ ویشالی کلکٹریٹ ضلع اردو زبان سیل کے زیر اہتمام فروغ اردو سمینار ومشاعرہ کا انعقاد زیر صدارت صدر اردو میڈیا فورم بہار، صدر کاروان ادب حاجی پور، نائب صدر اردو کاروان مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کیا گیا، اس موقع سے اپنی صدارتی تقریر میں مفتی صاحب نے عوامی سطح پر اردو زبان کے فوغ میں درپیش مسائل، سرکاری سطح پر اردو زبان کے عملی نفاذ میں درپیش مسائل اور اسکولی سطح پر اردو کی تدریس مسائل اور اسکولی سطح پر اردو کی تدریس کے مسائل اور ان کے حل پر بصیرت افروز خطاب فرمایا، اس موقع سے انہوں نے شرکاء کو حضرت امیر شریعت سابع مولانا محمد ولی رحمانیؒ کا یہ تاریخی جملہ یاد دلایا کہ آج اردو کو دودھ پینے والے مجنوں کے بجائے خون دینے والے مجنوں کی ضرورت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اردو سرکاری مراعات سے نہیں بول چال سے زندہ رہے گی۔ پروگرام کا افتتاح ویشالی کی ضلع کلکٹر محترمہ اُدیتا سنگھ نے شمع جلا کر کیا، مفتی صاحب اور دیگر مہمانوں کی خدمت میں گلدستہ پیش کر کے ان کا اکرام کیا گیا، کالج اور اسکول کے طلبہ وطالبات نے شراب بندی اور جہیز کی لعنت پر اپنی باتیں رکھیں، مقالات پڑھے گیے، اظہار خیال کیا گیا، محفل شعر وسخن آراستہ ہوئی، طلبہ وطالبات کے درمیان انعامات تقسیم کیے گیے، ڈپٹی کلکٹر اور انچارج افسر ضلع اردو سیل نے آغاز میں استقبالیہ کلمات اور اختتام پر اظہار تشکر پیش کیا، پروگرام میں امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن اور کاروان ادب حاجی پور کے جنرل سکریٹری، اردو کے فعال تحریک کار جناب انوار الحسن وسطوی، بہار یونیورسیٹی شعبہ اردو کے ڈاکٹر حامد علی خان، ریٹائرڈ ضلع جج عبد الرحیم انصاری، صدر شعبہ اردو سنت کبیر کالج حاجی پور پروفیسر واعظ الحق، ڈاکٹر شبانہ پروین، شاہ نواز عطا، قمر اعظم صدیقی، ڈاکٹر ایم اے اظہار الحق، ڈاکٹر عارف حسن وسطوی، مولانا صدر عالم ندوی، شعراء میں اعجاز عادل، بشر رحیمی، فیض رسول فیض، کامران غنی صبا، مظہر وسطوی، احسان اشرف، بدر محمدی، پریم ناتھ بسمل، شبانہ نرگس، ناظم قادری نے شرکت کی، پروگرام کے دونوں دور کی نظامت ڈاکٹر کامران غنی صبا نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

اعلان داخلہ

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (MMRM ITI)

ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف، پٹنہ

کے درج ذیل ٹریڈس میں خواہش مند میٹرک پاس طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں:

۱۔ ڈرافٹ مین سول ۲۔ فیٹر ۳۔ الیکٹرانکس میکانک ۴۔ پلمبر

داخلہ کی آخری تاریخ ۳۰ر نومبر ۲۰۲۱ء ہے، ذیل میں دیئے گئے نمبرات پر مزید تفصیلات معلوم کرسکتے ہیں۔

رابطہ نمبر: 9304741811,8825126782,9065940134

سہیل احمد ندوی
سکریٹری

Scanned with CamScanner

امامت کے تقاضے اور ذمہ داریاں

مولانا مفتی محمد عبد اللہ قاسمی

امامت ایک جلیل القدر اور عظیم الشان منصب ہے، یہ دونوں جہاں کی سعادت وبھلائی کا سرچشمہ ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت مبارکہ ہے، یہ وہ عظیم منصب ہے جہاں سے انسانیت کو رُشد وہدایت کا پیغام ملتا ہے، مرجھائے ہوئے قلوب کو سرسبزی وشادابی کا سامان فراہم کیا جاتا ہے۔

منصب امامت گوناگوں دینی فوائد کے حامل ہونے کے ساتھ بڑا نازک وحساس منصب ہے اس کی ذمہ داریاں اور تقاضے نہایت اہم اور غیر معمولی ہیں، ان غیر معمولی ذمہ داریوں سے وہی شخص مکمل طور پر عہدہ برآ ہو سکتا ہے جو ایک طرف مضبوط اور ٹھوس صلاحیت کا حامل ہو تو دوسری طرف وہ اخلاق حسنہ کا ایسا دلکش مجموعہ اور روح پرور مرقع ہو کہ اس کی بھینی بھینی خوشبو زائرین مسجد کو فرحت وتازگی بخشے اور ان کے اخلاق وکردار پر اچھا اور خوشگوار اثر ڈالے کیونکہ اگر امام باصلاحیت اور جید الاستعداد نہ ہو تو پتہ نہیں، کتنے لوگوں کی نمازیں خراب ہوں گی؟ کتنے ہی لوگوں کو غلط مسائل بتائے گا اور اگر امام اخلاق اور کردار کے لحاظ سے غیر ذمہ دار اور غیر سنجیدہ ہو تو مصلی حضرات اس سے پریشان رہیں گے، امام کو مصلیوں سے اور مصلیوں سے شکایتیں ہوں گی۔

ائمہ مساجد کی ذمہ داری صرف یہی نہیں کہ وہ پنج وقتہ نماز پڑھا کر چلا جائے بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقتدیوں کی اصلاح حال پر توجہ دیں، اگر مقتدی کی نماز سنت کے مطابق نہیں ہے تو امام کچھ وقت فارغ کر کے اس کو سنت کے مطابق نماز پڑھنا سکھائے، مقتدی حضرات میں سے جن کو قرآن کا اتنا حصہ یاد نہیں ہے جو نماز کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے یا مخارج حروف اور قواعد وتجوید کی رعایت کرتے ہوئے انہیں قرآن پڑھنا نہیں آتا ایسے لوگوں کو قرآن پڑھنا سکھائے، اگر کوئی مقتدی پنج وقتہ نماز میں سستی اور غفلت برتے تو اس کے دل میں نماز کی اہمیت اور اس کی عظمت اجاگر کر کے اس کو پنج وقتہ نماز کا پابند بنائے، مقتدی حضرات میں سے کوئی شریعت کے خلاف کام کرے تو بتدریج اس کی اصلاح پر توجہ دے، اگر ائمہ مساجد مقتدیوں میں دینی شعور بیدار کریں گے اور ان کا تعلق اللہ تبارک وتعالی سے مضبوط کریں گے تو ان شاء اللہ بہت جلد ایک صحت منداور خوشگوار اسلامی معاشرہ وجود میں آئے گا اور مسلمانوں کی ایک ایسی جمعیت تیار ہوگی جو دین کے سچے اور مخلص سپاہی ہوں گے اور اسلامی اقدار اور اسلامی تہذیب وثقافت کے پاسباں اور محافظ ہوں گے۔

مساجد میں عام طور پر جزووقتی مکاتب کا نظام قائم ہوتا ہے جس میں کم سن بچوں کو نورانی قاعدہ اور ناظرہ قرآن پڑھایا جاتا ہے، دین کی ضروری اور بنیادی باتیں انہیں سکھائی جاتی ہیں، یہ نونہال اور کم سن بچے قوم کی امانت ہیں، اس لئے ائمہ مساجد کی ذمہ داری ہے کہ وہ قوم کے ان نونہالوں پر توجہ دیں اور ان کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا خاص اہتمام کریں، اسلامی رنگ وبو میں ان کا مزاج ڈھالنے کی کوشش کریں، مغربی تہذیب وثقافت کے نقصانات اور اس کے مفاسد سے روشناس کرائیں، اسلامی تہذیب وثقافت کے نقش ان کے لوح قلب پر ثبت کریں ان کے اخلاق وکردار کے بام ودر کو گلشن سیرت کے عطر بیز پھولوں سے مہکائیں، اسلامی اقدار وروایات کے حوالہ سے انہیں غیور بنائیں، حفظ قرآن مجید کا شوق ان کے دلوں میں پیدا کریں، ان کے سامنے دینی تعلیم کی عظمت اور اس کی اہمیت کو اجاگر کریں، اگر ائمہ مساجد مکاتب میں پڑھنے والے نونہال بچوں پر محنت کریں گے تو ایک تو مدارس کو سلیقہ منداور دینی مزاج کے حامل طلبہ فراہم ہوں گے، دوسرے ان طلبہ نے مدارس میں اگر پورے ذوق وشوق سے اپنا تعلیمی سفر جاری رکھا اور صلاحیت منداور ماہر عالم دین بن کر مدرسوں سے فارغ التحصیل ہو گئے اور اپنے علاقوں میں انہوں نے دعوت دین اور اشاعت اسلام کی کوششیں کیں اور جہالت وناخواندگی کی تاریکیوں میں علم وعمل کی روشنی پھیلائی تو یہ ساری کاوشیں اور خدمات ائمہ مساجد کے لئے صدقہ جاریہ ہوں گی اور قیامت تک اس کا ثواب انہیں پہونچتا رہے گا۔

ائمہ مساجد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر صبر، تحمل مزاجی، وسعت ظرفی اور فراخ دلی کی صفت پیدا کریں، کیونکہ کچھ مقتدیوں ان کا مزاج ہوتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ امام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور اونٹوں تک کو نگل جانے والے لوگ امام وموذن کے اندر تنکے تلاش کرتے رہتے ہیں اور ان کے عیوب اور برائیوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں، ایسے وقت امام اگر اشتعال اور غصہ میں آ جائے اور ان مصلیوں سے الجھ جائے تو مسائل اور پیچیدہ ہو جاتے ہیں، فرقہ بندی، تعصب وتحزب، ایک دوسرے پر الزام تراشی اور زبان درازی کی نوبت آ جاتی ہے، اس لئے ائمہ مساجد کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی طرف سے آنے والی تکالیف کو برداشت کریں اور اپنے مخالفین کے حوالے سے وسعتِ ظرفی اور سیر چشمی کا ثبوت دیں، ان شاء اللہ کچھ ہی دنوں میں ناقدین امام کے مداح بن جائیں گے اور امام کی قدر ومنزلت اور اس کا احترام مقتدیوں کی نگاہ میں بڑھ جائے گا۔

ائمہ مساجد کو سنجیدہ، باوقار اور شائستہ ہونا بھی نہایت ضروری ہے جو امام سنجیدہ اور باوقار ہوتا ہے لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت اور اس کا رعب ہوتا ہے لوگ اس کی بات توجہ سے سنتے ہیں، لیکن اگر امام غیر سنجیدہ اور غیر شائستہ ہو تو لوگوں کے دلوں سے اس کا رعب ختم ہو جاتا ہے لوگ اس کی باتوں کو وقعت اور اہمیت دینا چھوڑ دیتے ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ امام ایسے امور سے اجتناب اور کنارہ کشی اختیا کرے جو اس کے ہلکا پن اور خفت کو ثابت کرے، مثلاً بازار میں کھڑے کھڑے کھانا، بلاضرورت بازاروں میں گھومنا، عام راستوں اور چوراہوں پر بیٹھ کر فضول گفتگو کرنا، یہ سب وہ چیزیں ہیں جو منصب امامت کے دامن تقدس کا داغ ہے اور ائمہ حضرات کے قد کو کم کرنے والی ہیں۔

ایک کوتاہی ائمہ مساجد کے اندر یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ نماز سے پہلے اور نماز کے بعد کی سنن مؤکدہ میں سستی اور غفلت برتتے ہیں اس سے عام لوگ فرائض میں بھی کوتاہی کریں گے، اس لئے ضروری ہے کہ امام سنن مؤکدہ اور سنن غیر مؤکدہ کی ادائیگی کا اہتمام کرے، اگرچہ گھروں میں سنن مؤکدہ پڑھنا مسنون ہے تاہم فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر گھروں میں جا کر سنن مؤکدہ پڑھنا دشوار ہو تو مسجد میں سنن پڑھنے کی گنجائش ہے اس لئے امام کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ مسجد ہی میں سنن مؤکدہ پڑھنے کا اہتمام کرے۔

بعض مساجد کے اندر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ائمہ فرض نمازیں کافی طویل اور لمبی پڑھاتے ہیں ظاہر ہے کہ اس سے لوگ مشقت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لئے فرض نمازیں ہلکی اور مختصر پڑھانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے ایک مرتبہ معاذ بن جبلؓ کو ہلکی اور مختصر نماز پڑھانے کی تاکید کی، کیوں کہ مقتدیوں میں بعض کمزور، عمر دراز اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں جن کا خیال ضروری ہے۔

دوسری طرف یہ بھی ایک تکلیف دہ حقیقت ہے کہ ائمہ مساجد لوگوں کی توجہات اور عنایت سے محروم ہیں، آج ہم اپنے گردوپیش کے مساجد کا جائزہ لیں کہ مساجد کے ائمہ وموذنین کو کیا تنخواہیں میسر ہیں؟ کیا اس آسمان چھوتی مہنگائی کے دور میں ان کی ضروریاتِ زندگی بھی بآسانی پوری ہو سکتی ہیں؟ کیا وہ اپنی حقیر اور معمولی تنخواہوں کے ساتھ گراں علاج ومعالجے اور اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم سے آراستہ کرنے کا تصور بھی کر سکتے ہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگ جلسے، جلوسوں، ریلیوں اور شادی بیاہ کی تقاریب پر بے تحاشا خرچ کرتے ہیں، مسجد کی پرشکوہ اور دیدہ زیب عمارت، جاذب نظر گنبدوں اور بلند وبالا میناروں کے لئے بڑی سخاوت وفیاضی کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن مساجد کے ائمہ اور موذنین جو تعاون کے اصل مستحق ہیں ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کی مالی امداد کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ یہ دنیا آرزوؤں اور تمناؤں سے سجائی ہوئی ہے، لیلائے سیم وزر کی توبہ شکن آغوش ہر انسان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرتی ہے، دنیا کی دلفریب رنگینیاں اور ہوش ربا مناظر ہر انسان کو دعوت نظارہ دیتی ہیں، طاؤس ورباب کی لذتوں کے سامنے بڑے بڑے عزم واستقلال کے پیکر بے بس نظر آتے ہیں، ہاں نصرت خداوندی جس خوش نصیب شخص کے ہم عناں ہو تو اور بات ہے، ایسے وقت میں مرد اگر زہد وقناعت کو اپنا شعار بنالے اور مادیت کے خاردار سے بچ کر نکلنے کی کوشش کرے تو کیا یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ اس کے سب گھر والے بھی اسی رنگ میں رنگ جائیں گے، اسی لئے مقتدی حضرات کی ذمہ داری ہے کہ وہ ائمہ مساجد کی معاشی سطح کو اونچا اٹھائیں اور ان کا ہر ممکن اس قدر مالی تعاون کریں کہ اس سے ان کے گھریلو ضروریات بآسانی پورے ہو جائیں اور وہ یکسوئی کے ساتھ دین کی خدمت انجام دے سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ أُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ" (البقرة)

"ان فقراء کے لئے خرچ کرو جو راہ خدا میں اس طرح گھر گئے ہیں کہ وہ (طلب معاش کے لئے) زمین میں دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے، ناواقف لوگ حیاء اور عفت کی وجہ سے انہیں مالدار خیال کرتے ہیں حالانکہ ان کے قیافے سے تم (ان کی حاجت مندی کو) پہچان سکتے ہو۔

اس آیت کریمہ کا مصداق وہ دینی خدمت گزار بھی ہیں جو خدمت دین میں مصروف ہونے کی وجہ سے طلب معاش کے لئے اپنا وقت فارغ نہیں کر سکتے، ان کی ضرورتوں کا خیال کرنا اور ان کی معیارِ زندگی کو بلند کرنا امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

ADMISSION OPEN

Session:.2021-22

DARUL ULOOM SONIHAR

Vill+P.o-Sonihar,Distt-Khagaria(Bihar)848201

Course-0 :	PLAY COURSE(Duration-1Year)
Course-1 :	QAIDA COURSE+BASIC SCHOOL(Duration-1Year)
Course-2 :	NAAZRA COURSE+SCHOOL(UP TO CLASS 5) (Duration-1Year)
Course-3 :	HIFZ COURSE+SCHOOL (UPTOCLASS 8) (Duration-3Years)
Course-4 :	DAURA-E-QURAN COURSE (Duratin-1Year)
Course-5 :	COMPETETION SPECIAL COURSE (UP TOCLASS 10) (Duration-2Years)
Course-6 :	COMPUTER COURSE (Duration-3Years)
Founder :	Qari Abu Jafar Rahmani Sb & Maulana Abu Saud Qasmi Sb

یہاں دارالاقامہ کے ساتھ طعام کا عمدہ نظم ہے نیز چوبیس گھنٹے ماہر اساتذہ کی نگرانی میں حفظ قرآن مجید کے ساتھ عصری علوم کی تعلیم ہوتی ہے، داخلہ کے خواہش مند طلبہ 9631640584/7033784709 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

آئینی حقوق کی خلاف ورزی اور عدلیہ کا کردار

سہیل انجم

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے۔ یہاں آئین کی حکمرانی ہے۔ حکومتوں کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ آئین کا احترام کریں اور جو بھی فیصلے کریں وہ آئین کے دائرے میں کریں۔ جو بھی قانون سازی کی جائے وہ آئین کو سامنے رکھ کر کی جائے۔ آئین کی خلاف ورزی کی اجازت نہ تو حکومتوں کو دی جاسکتی ہے اور نہ ہی شہریوں کو۔ اس ملک میں متعدد ادارے ایسے ہیں جنھیں آئینی حیثیت حاصل ہے اور حکومت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ان اداروں کی خودمختاری پر ضرب لگائے یا ان کے حقوق و اختیارات کو محدود کرنے کی کوشش کرے۔

سال 2014 سے قبل ملک میں جو بھی حکومتیں قائم ہوئیں انھوں نے عام طور پر آئین کا احترام کیا اور انھوں نے جو فیصلے کیے وہ آئین کے دائرے میں کیے۔ لیکن 2014 کے بعد اور بالخصوص 2019 کے بعد مرکزی حکومت نے ایسے متعدد فیصلے کیے ہیں جو آئینی ماہرین کے مطابق آئین و دستور کے منافی ہیں۔ اس نے ایسے کئی قوانین بھی بنائے جو ماہرین کے نزدیک آئین کی روح کے خلاف ہیں۔ اپوزیشن کی جانب سے ان قوانین کی مخالفت کی گئی اور کی جارہی ہے لیکن یہ حکومت اپنے مبینہ غیر آئینی فیصلوں پر قائم اور قوانین کو باقی رکھے ہوئے ہے۔

ان فیصلوں اور قوانین کو سپریم کورٹ اور ملک کے مختلف ہائی کورٹوں میں چیلنج کیا گیا لیکن عدالتیں ان عذرداریوں پر سماعت کرنے میں کسی دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کررہی ہیں۔ جب پانچ اگست 2019 کو مرکزی حکومت نے جموں وکشمیر کو خصوصی اختیارات تفویض کرنے والی دفعہ 370 اور آئین کی دفعہ 35 کو کالعدم یا منسوخ کردیا تو اس فیصلے کے خلاف پورے ملک میں شدید احتجاج کیا گیا۔ صرف احتجاج ہی نہیں ہوا بلکہ سپریم کورٹ میں اس فیصلے کو چیلنج کرنے کے لیے متعدد پٹیشنس داخل کی گئیں۔ لیکن سب کچھ بے نتیجہ رہا۔ جس بیجا کی بھی درخواستیں داخل کی گئیں لیکن ان پر بھی سماعت نہیں ہورہی ہے۔ حالانکہ جس بیجا کی درخواستوں پر فوری سماعت ہونی چاہیے۔

دفعہ 370 کی منسوخی کے خلاف دو درجن عذرداریاں سپریم کورٹ میں معرض التوا میں ہیں لیکن عدالت عظمیٰ کی جانب سے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں ہورہی ہے۔ 28 اگست 2019 کو سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ پانچ ججوں پر مشتمل آئینی بینچ ان عذرداریوں پر سماعت کرے گی۔ آخری بار دو مارچ 2020 کو سابق چیف جسٹس آف انڈیا ایس اے بوبڑے کے سامنے ان درخواستوں کو سماعت کے لیے اِن لسٹ کیا گیا تھا لیکن اس کے بعد کوئی سماعت نہیں ہوئی۔

گیارہ دسمبر 2019 کو حکومت نے شہریت کا ترمیمی قانون سی اے اے منظور کیا۔ اس کے بارے میں بھی آئینی ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ قانون خلاف آئین ہے۔ اس میں مذہب کی بنیاد پر تین ملکوں سے آنے والے افراد کو شہریت دینے کی بات کہی گئی ہے، جبکہ آئین مذہب کی بنیاد پر شہریت دینے کے خلاف ہے۔ اس قانون کے خلاف پورے ملک میں زبردست احتجاج کیا گیا اور پورے ملک نے اٹھ کر اس قانون کی مخالفت کی۔ اس قانون کے خلاف 143 درخواستیں سپریم کورٹ میں پینڈنگ ہیں۔ لیکن عدالت عظمیٰ اس پر بھی کوئی توجہ نہیں دے رہی ہے۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ قانون بننے کے اتنے عرصے کے بعد بھی اس کے ضوابط وضع نہیں کیے جاسکے ہیں۔

غیر قانونی سرگرمیوں کے انسداد سے متعلق دہشت گردی مخالف قانون یو اے پی اے کو بھی عدالت عظمیٰ میں چیلنج کیا گیا ہے۔ پہلے اس قانون میں کسی تنظیم کو دہشت گرد تنظیم قرار دینے کی بات کہی گئی تھی لیکن اس میں ترمیم کرکے اس کے دائرے میں انفرادی شخص کو بھی شامل کردیا گیا۔ یعنی ایجنسیاں چاہیں تو کسی انفرادی شخص کو بھی دہشت گرد قرار دے کر اس کے خلاف یو اے پی اے کے تحت کارروائی کرسکتی ہیں۔ اس قانون کے بننے کے بعد پولیس اور ایجنسیوں کی جانب سے عام لوگوں پر بھی یو اے پی اے لگا کر مقدمات قائم کیے جارہے ہیں۔ مثال کے طور پر تری پورہ میں ہونے والے مسلم مخالف فساد کی جانچ کرنے اور اس کی رپورٹنگ کے لیے جانے والے وکلا، انسانی حقوق کے کارکنوں اور صحافیوں کے خلاف بھی یو اے پی اے لگا دیا گیا۔ اس قانون کے خلاف بھی متعدد درخواستیں عدالت میں زیر التوا ہیں، لیکن کوئی پیش رفت نہیں ہورہی ہے۔

شہریوں کے آئینی حقوق کی پامالی غداری کے قانون سے بھی ہورہی ہے۔ انگریزوں کے زمانے میں جب ہندوستانی شہری حکومت کے خلاف احتجاج کرتے تھے تو حکومت نے ان احتجاجوں کو کنٹرول کرنے اور احتجاج کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے یہ قانون بنایا تھا۔ لیکن وہ اب بھی جوں کا توں موجود ہے۔ سابقہ حکومتیں اس قانون کا کم سے کم استعمال کرتی تھیں۔ لیکن اس حکومت میں اس قانون کا بے دریغ استعمال ہورہا ہے۔ اگر کسی نے حکومت کے خلاف کوئی بیان دے دیا یا اس کے خلاف کوئی مضمون لکھ دیا تو اس کے خلاف اس قانون کے تحت کارروائی کردی جاتی ہے۔ اس قانون کو بھی سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے۔ لیکن اس پر بھی عدالت عظمیٰ نے خاموشی اختیار کررکھی ہے۔

اسی طرح اسرائیلی کمپنی این ایس او گروپ کے اسپائی سافٹ ویئر پیگاسس کی مدد سے شہریوں کی جاسوسی کی گئی۔ جن میں انسانی حقوق کے کارکن، سیاست داں، صحافی، تاجر، وکلا اور دوسرے لوگ بھی شامل ہیں۔ ہندوستان کے تین سو افراد کی جاسوسی کی گئی جو کہ آئین کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ شہریوں کو نجی زندگی جینے اور پرائیویسی کا حق دیا گیا ہے لیکن پیگاسس کی مدد سے اس حق کی پامالی کی گئی۔ اس کے خلاف بھی سپریم کورٹ میں متعدد درخواستیں داخل کی گئی ہیں۔ سپریم کورٹ نے اس بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے لیکن حقیقتاً اس سلسلے میں بھی کوئی اہم پیش رفت نہیں ہورہی ہے۔

گزشتہ دنوں ملک کے دو سو سے زائد شہریوں نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے نام ایک کھلے خط میں اپیل کی اور کہا کہ ان پر فوری توجہ دی جائے اور معاملات پر سماعت کی جائے۔ لیکن اس خط پر بھی کوئی پیش رفت نہیں ہورہی ہے۔ خط کے مطابق جن معاملات کو اٹھایا گیا ہے ان میں دفعہ 370 کی منسوخی، یو اے پی اے کا بے دریغ استعمال، شہریت کا ترمیمی قانون (سی اے اے)، غداری کا قانون، پیگاسس اور آدھار کارڈ کے تحت شہریوں کی نجی زندگی کا معاملہ، رافیل سودہ اور الیکٹورل بانڈ اور الیکشن فنڈنگ میں شفافیت جیسے معاملات شامل ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ انتخابی اصلاحات سے متعلق ترمیمی بل بھی دونوں ایوانوں سے پاس ہوگیا، اس بل میں ووٹر کارڈ کو آدھار کارڈ سے جوڑ دیا گیا ہے، حالانکہ اپوزیشن پارٹیوں نے اس بل کو پارلیامنٹ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجنے کا مطالبہ کیا مگر برسر اقتدار بی جے پی جماعت نے ایک نہ سنی، کیونکہ اس سے حکمراں پارٹیوں کو فائدہ نظر آرہا ہے۔

خط کے مطابق عدالت کی مختلف آئینی بینچوں کے سامنے 421 معاملات زیر التوا ہیں جن میں 49 کلیدی معاملات ہیں اور 372 ان سے متعلق ہیں۔ خط کے دستخط کنندگان کا کہنا ہے کہ دفعہ 370 کا خاتمہ مقررہ پارلیمانی عمل سے گزرے بغیر کردیا گیا۔ خط میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ ان معاملات سے شہریوں کے بنیادی حقوق متاثر ہورہے ہیں اور یہ قومی اہمیت کے معاملات ہیں۔

خط کے مطابق حال ہی میں سپریم کورٹ میں نو ججز کا تقرر ہوا ہے اور اب ججز کی تعداد بڑھ کر 31 ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے طویل عرصے سے زیر التوا معاملات پر فوری سماعت کے حوالے سے عوام کی توقعات بڑھ گئی ہیں۔ ان میں سے کئی معاملات دو سال سے زائد عرصے سے زیر التوا ہیں جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی زندگی متاثر ہوئی ہے اور ان کی روزی روٹی کا سنگین مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔ ان آئینی معاملات کے جلد نمٹارے سے عدلیہ اور سپریم کورٹ پر شہریوں کا اعتماد بحال ہوگا۔

لیکن اس خط کا بھی عدالت عظمیٰ پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ بھی صدا بہ صحرا ثابت ہوا ہے۔ سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ اگرچہ ہندوستان کی عدالتیں بہت حد تک آزاد ہیں اور اکثر و بیشتر ایسے فیصلے سنائے جاتے ہیں جو حکومت کے لیے پریشان کن ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عدلیہ پر بھی حکومت کا اثر ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ مذکورہ معاملات پر کوئی ٹھوس پیش رفت نہیں ہورہی ہے۔

اردو زبان کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں

ریاض فردوسی

اردو زبان بھارت کی چھ ریاستوں کی دفتری زبان کا درجہ رکھتی ہے۔ آئین ہند کے مطابق اسے 22 دفتری شناخت زبانوں میں شامل کیا جاچکا ہے۔ 2001ء کی مردم شماری کے مطابق اردو کو بطور مادری زبان بھارت میں 5.01% فیصد لوگ بولتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ بھارت کی چھٹی بڑی زبان ہے۔ آندھرا پردیش، بہار، جموں وکشمیر، اُتر پردیش، جھارکھنڈ، دارالخلافہ دہلی کی سرکاری زبان ہے۔ مہاراشٹر، کرناٹک، پنجاب اور راجستھان وغیرہ ریاستوں میں بڑی تعداد میں بولی جاتی ہے۔ مغربی بنگال نے بھی اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دے رکھا ہے۔ زبان کو مذہب سے جوڑنا اس زبان کی توہین ہے۔ لیکن دور حاضر میں اردو زبان کا سیکھنا ہماری مذہبی ضرورت ہے۔ اسلامی علوم کا بہت بڑا ذخیرہ اردو زبان میں موجود ہے، اس اعتبار سے اردو زبان آج اسلامی تہذیب کی علامت ہے۔ اردو زبان کا نہ سیکھنا سراسر نقصان دہ بلکہ تہذیبی لحاظ سے ہلاکت خیز ہے۔

دور حاضر میں اردو بولنے والوں کے لئے اہم مسئلہ زبان، ثقافت اور تشخص کے تحفظ کا ہے۔ جس زبان میں جتنے زیادہ مضامین اور موضوعات کے اظہار کی قوت ہوتی ہے۔ وہ اتنی ہی زیادہ طاقتور اور اہم زبان سمجھی جاتی ہے۔ اردو زبان میں یہ سب نمایاں خوبیاں پنہاں ہیں۔

ہم سب لوگ اردو جانتے ہیں اور فطری طور پر اسے بولنے کی حد تک استعمال کرتے ہیں۔ یہ غلط خیال ہے کہ اردو لکھنا پڑھنا سیکھنا مشکل کام ہے۔ اردو نہ جاننے والوں کے لئے اردو زبان سیکھنا مشکل ہے، لیکن جن لوگوں کی مادری زبان اردو ہے ان کے لئے اس کا لکھنا پڑھنا سیکھنا نہایت آسان ہے۔ یاد رکھئے ہمیں اردو نہیں سیکھنا ہے۔ اردو تو ہم جانتے ہیں۔

چند اہم مشورے!

(1) بچوں کو پرائمری تعلیم کے پانچ سال تک اردو زبان سکھانے کی کوشش کریں۔ (2) اپنے موبائل فون اور کمپیوٹر میں اردو زبان کی، کی بورڈ ڈاؤن لوڈ کریں، اور کوشش کریں کہ زیادہ تر میسج اردو زبان میں ہی بھیجیں (واضح ہو کہ بہت سے سمارٹ فون میں اردو کی بورڈ ڈاؤن لوڈ رہتی ہے، اسے چیک کرلیں)

(3) انٹرنیٹ پر جو بھی سرچ کریں، کوشش کریں کہ وہ اردو زبان میں ہو۔ (4) گوگل سے انگلس کا کوئی بھی مضمون یا جانکاری کو پی کرکے گوگل ٹرانسلیٹ میں اس کا ترجمہ اردو زبان میں کریں (یاد رکھے کہ جتنا زیادہ آپ اردو ایپس کا کسی بھی شکل میں استعمال کریں گے، اس کا بہت زیادہ فائدہ اس ایپس کو ہوگا اور مجبور ہوکر گوگل اس ایپس کو فروغ دے گا۔ (5) مسلمانوں کا بہت سارا مذہبی لٹریچر زیادہ تر اردو زبان میں ہے۔ اس لئے ہمیں مذہبی شناخت کو برقرار رکھنے کے لئے اردو کی کتابیں، اخبارات، رسائل کو مسلسل خریدنا ہوگا۔ کم سے کم ایک اردو کا اخبار روز خریدنا ہے۔ (6) جو انگلش میڈیم اسکول مسلمانوں کے زیر انتظام ہیں، ان میں خاص طور پر اردو زبان کے لئے دسویں کلاس یا کم سے کم ساتویں کلاس تک مستقل ایک گھنٹی رکھی جائے اور پوری توجہ کے ساتھ تعلیم دی جائے۔ خاص طور پر کہانیوں کے ذریعے بچوں کو ترغیب دلائی جائے۔ (7) دور حاضر میں معیاری اردو میڈیم اسکول قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ لوگوں کا ذہن بنایا جائے کہ وہ ایسے اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کریں، جیسا کہ آندھرا پردیش، کرناٹک، مہاراشٹر، بہار اور بعض دوسرے صوبوں میں ہورہا ہے۔

آخر میں! سب سے اہم بات یہ ہے کہ زبان اور کلچر کے تحفظ کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے۔ اردو صرف ایک زبان کا نام نہیں، بلکہ ایک تہذیب کا نام ہے۔ اس تہذیب کا جس کے ہم پروردہ ہیں۔ جس کی آبیاری ہمارے بزرگوں نے کی تھی، ہمیں بھی اس کی ترقی و بقاء کے لئے متحرک ہونا ہوگا۔ یہ ذمہ داری ہر کسی ہے، بلکہ ہر ایک کی ہے۔

اگر ہم اپنی زبان اور کلچر کو محفوظ نہیں رکھ سکتے، تو کوئی ہماری مدد نہیں کرے گا۔ کافی عرصہ بھارت میں مسلمانوں کی، انگریزوں کی حکومت رہی، لیکن ہندی کو لوگوں نے ختم ہونے نہ دیا، لیکن آزادی کے بعد چند سالوں سے اردو زبان بے اتفاقی کا شکار بن گئی ہے

Scanned with CamScanner

ہر حال میں دین پر ثابت قدم رہیے

مولانا محمد اجمل قاسمی

ہندستان میں اسلام مسلم تاجروں اور زیادہ تر صوفیاء کرام اور اولیاء اللہ کے ذریعے پھیلا، گرچہ یہاں مسلمانوں کی تعداد کافی ہوگئی، اور صدیوں ان کی حکمرانی قائم رہی، مگر رہے وہ ہمیشہ اقلیت میں، اور اس دور حکمرانی میں بعض مرتبہ ان کے سامنے اپنے وجود وبقا کا مسئلہ ایک مہیب چیلنج کی شکل میں سامنے آیا، عہد اکبری میں "دین الہی" کے نام سے ایک سرکاری دین جاری کیا گیا، جو ہندومت اور عیسائیت کا آمیزہ تھا، اس نو ایجاد مذہب کو سرکاری مشینری کے بل بوتے ملک کے عوام پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً نافذ کرنے کی کوشش کی گئی، دربار اور درباریوں میں یہ نیا دین ضرور نافذ کرلیا گیا، مگر عوام نے عموماً اس مذہب کو مسترد کردیا، صوفیاء کرام نے ان کے دلوں میں ایمان کے جو دیپ جلائے تھے وہی ان کے دین کی حفاظت کا سبب بنے۔ جب مسلمانوں کا اقتدار جاتا رہا تو ایک بار پھر اس ملک میں مسلمانوں کی بقا کا مسئلہ ایک ہولناک شکل میں سامنے آیا، اب یہاں اسلام اور مسلمانوں کی بقا کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں رہی کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ اسلام سے جوڑنے کی کوشش کی جائے۔ اور ان میں مذہب کے شعور کو زندہ اور تیز کیا جائے، مختلف بہی خواہان اسلام نے اس مقصد کے لیے مختلف کوشش کیں، جن میں دو بہت بنیادی کوششیں مدارس اسلامیہ اور تبلیغی جماعت ہیں، الحمدللہ ان کے ذریعہ نہ صرف اس ملک میں اسلام اور مسلمان باقی رہے، بلکہ دینی شعور اور اسلامی احکام کی بجا آوری میں یہاں کے مسلمان دنیا کے بیشتر مسلم ممالک کے مسلم باشندوں سے بھی فائق نظر آتے ہیں، اس کے علاوہ ان دونوں ذرائع سے اسلام اور علوم اسلامیہ کی عالمی سطح پر جو بے نظیر خدمات انجام دی گئیں وہ اس پر مستزاد ہیں۔

مذہب کا قوموں کے وجود وبقا اور ان کے تشخص کی حفاظت میں بہت ہی بنیادی کردار ہے، اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے پاس ایک ایسا دین ہے جو دین فطرت ہے، سدا زندہ اور پائندہ ہے، اس کی تعلیمات اتنی سچی اتنی اچھی اور اتنی واضح اور روشن ہیں کہ اس کی رات بھی اس کے دن ہی کی طرح اجالی ہے، مخالف حالات میں فکر و تشویش تو فطری ہے، مگر کوئی وجہ نہیں کہ ایسے عظیم وشاندار دین کا حامل حالات اور موج حوادث سے گھبرا کر مایوس ہونے لگے، یہ دین ہی ہماری زندگی کا ضامن ہے بس شرط یہ ہے کہ ہم اس کی حفاظت کے ضامن بنیں، وہ ہمارا بہترین پاسبان اور محافظ ہے شرط ہے کہ ہم اس کی پاسبانی اور حفاظت کی ذمہ داری کا حق ادا کریں، اس کی تعلیمات کو عام کریں، اس کے احکام اپنی زندگی میں لائیں، یہ دین اور دینی شعور جب تک امت میں قائم رہیں گے امت بھی قائم رہے گی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (محمد: ۷) "اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا (اللہ کی مدد سے مراد اس کے دین کی مدد کرنا ہے، ایمان والے جب اللہ کے دین کے حامی ومددگار ہوں گے اللہ بھی ان کا ناصر ومددگار ہوگا، اور دشمنوں کے مقابلے میں ان کے قدم جمادے گا اور اپنی طاعت پر پختگی اور ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائے گا: روح المعانی)

دین پر ثابت قدمی اور استقامت کی اہمیت یوں تو ہر حال میں ہے، مگر جب امت مغلوبیت اور محکومیت کے دور سے گذر رہی رہو، اور اس کو اس کے دین وتہذیب سے ہٹانے کی سرتوڑ کوششیں خفیہ اور علانیہ جاری ہوں، تو ایسے مخالف اور ہمت شکن حالات میں استقامت اور دین پر مضبوطی سے جمنے کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے، دین پر استقامت کے بغیر چیلنجز کے دور کو کامیابی سے عبور نہیں جاسکتا۔ مکہ مکرمہ میں جب اسلام سخت آزمائشی دور سے گذر رہا تھا، اور اہل اسلام کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے ظلم دبربریت کے ہر حربے آزمائے جارہے تھے، اس وقت ہدایت کے ان عظیم علمبرداروں کو جن کی تعداد ابھی مٹھی بھر بھی نہیں تھی مختلف انداز میں بار بار دین پر ثابت قدمی کے درس دئے جاتے تھے۔ ایک موقع پر اللہ تعالی نے ایمان والوں سے کہا کہ اللہ نے تمہیں وہی دین دیا ہے جو نوح کو پھر ابراہیم، موسی اور عیسی علیہم السلام کو دیا گیا تھا اور ان انبیاء کو اس کے قائم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی، اس تمہید کے بعد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا:

"لہذا (اے پیغمبر یہ دین جس کی ان انبیاء نے دعوت دی) تم بھی اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہو، اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے (اس دین پر) جمے رہو، اور ان (مشرک) لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو، اور کہہ دو کہ میں تو اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے اتاری ہے"۔ (الشوری:15)

خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، مگر سنانا درحقیقت ایمان والوں کو ہے، حکم میں زور پیدا کرنے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے، اور مزید زور پیدا کرنے کے لیے تمہید میں ان انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے جو مخالفت، دشمنی اور سازشوں کے بیچ دین کی دعوت دینے اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنے میں انبیاء کی صف میں بھی نمایاں مقام رکھتے ہیں، اس انداز بیان سے ایمان والوں کو مخالف ماحول میں دین پر جمنے کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے، اور ہمت وحوصلہ بھی ملتا ہے۔ ایک اور جگہ مکی دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو دین پر جمنے اور ظلم پیشہ مشرکین کے طریقوں سے پرہیز کرنے کا حکم پوری قوت سے دیا گیا، ارشاد ہے: "لہذا (اے پیغمبر) جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق تم بھی سیدھے راستے پر ثابت قدم رہو، اور وہ لوگ بھی جو توبہ کرکے تمہارے ساتھ ہیں، اور حد سے آگے نہ نکلو، یقین رکھو کہ جو عمل بھی تم کرتے ہو وہ اسے پوری طرح دیکھتا ہے۔ اور (اے مسلمانو!) ان ظالم لوگوں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا کبھی دوزخ کی آگ تمہیں بھی آپکڑے، اور تمہیں اللہ کو چھوڑ کر کسی قسم کے دوست میسر نہ آئیں، پھر تمہاری کوئی مدد بھی نہ کرے"۔ (ھود: 113و112) مکی دور میں ہی توحید اور اس کے تقاضوں پر مضبوطی سے قائم رہنے پر ایمان والوں کو زبردست بشارتیں سنائی گئیں، اور بڑے بڑے وعدے کئے گیے، چنانچہ فرمایا گیا:

"جن لوگوں نے کہا کہ: ہمارا رب اللہ ہے، اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر بیشک فرشتے یہ کہتے ہوئے اتریں گے، کہ: نہ کوئی خوف دل میں لاؤ، نہ کسی بات کا غم کرو، اس جنت سے خوش ہوجاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہم دنیا والی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے، اور آخرت میں بھی رہیں گے، اور اس جنت میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لئے ہے جس کو تمہارا دل چاہتا ہے، اور اس میں ہر وہ چیز تمہارے ہی لیے ہے جس کو تم منگوانا چاہو، یہ سب کچھ اس ذات کی طرف سے پہلی پہلی میزبانی ہے، جس کی بخشش بھی بہت ہے، اور رحمت بھی کامل ہے۔" (فصلت: 30تا 32) "جامع ترمذی میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پاک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يَأتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ" (جامع الترمذی:2260) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں اپنے دین پر مضبوطی سے جمنے والا ایسا ہوگا جیسے انگارے کو ہاتھ سے پکڑنے والا۔

معروف عالم دین علامہ عبدالرحمن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: اس حدیث میں آگاہی بھی ہے اور رہنمائی بھی، آگاہی تو یہ ہے کہ آخری زمانے میں شر اور فتنے کے اسباب بہت بڑھ جائیں گے، اور دین کو مضبوطی سے تھامنے والے بہت تھوڑے رہ جائیں گے، اور اس تھوڑی سی تعداد کو بھی دشمنوں اور ظالموں کے جبر وتشدد، نیز شکوک وشبہات اور شہوتوں کے فتنوں کی بہتات کی وجہ سے دین پر چلنے میں سخت حالات اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اور رہی رہنمائی تو اس حدیث میں امت کو پیغام دیا گیا ہے کہ اس قسم کے سخت حالات پیش آکر ہی رہیں گے، لہذا امت کو اس کے لیے ذہن بنائے رکھنا چاہیے، اور دین کی پیروی کی راہ میں جو بھی پریشانیاں آئیں ہمت اور استقامت کے ساتھ اس کو برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ جن لوگوں کو یہ حالات پیش آئیں وہ اگر مضبوطی اور پامردی سے دین پر ڈٹے رہیں گے، تو ان کا مقام ومرتبہ اللہ کے نزدیک نہایت بلند ہوگا۔" (بہجۃ قلوب الابرار، حدیث:۹۹)

آج امت سخت حالات ومسائل سے دوچار ہے، ہر روز فتنوں اور آزمائشوں کی نئی یلغار ہے، لوگ سہم کر سنبھل نہیں پاتے کہ کوئی نیا سانحہ یا المیہ دستک دے رہا ہوتا ہے، جو خوف ودہشت اور مایوسی وناامیدی کی کیفیت میں مزید اضافہ کرجاتا ہے، یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ مسلمان ایسے حالات کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں ہے، اس کی توقعات کچھ اور ہیں اور حالات اس کے بالکل برعکس اسے کچھ اور دکھاتے ہیں، حالاں کہ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جنہیں پیش آنا ہی ہے، اللہ کے رسول نے خبر دی ہے، آپ کی خبر غلط نہیں ہوسکتی، لہذا ہمیں اپنی سوچ بدلنی ہوگی، ہمیں یہ تسلیم کرکے زندگی جینی ہوگی کہ ناگواریاں اور ناخوشگواریاں پیش آنی ہی ہیں، اور یہ طے کرنا ہوگا کہ زمانہ ہمارے سامنے کیسے ہی حالات لائے، موج حوادث ہماری راہوں میں کیسا ہی طوفان برپا کرے ہمیں تو اللہ کے دین کو سینے سے لگائے رکھنا ہے، اور ہر حال میں اس پر ثابت قدم رہنا ہے۔

سوچ وفکر کے بدلنے سے ہمارے عزائم بدلیں گے، ہمارے اندر صبر استقامت اور قربانی کے جذبات پیدا ہوں گے، بزدلی اور پس ہمتی، بہادری اور الوالعزمی میں تبدیل ہوگی، اور ہماری راہ ہزار رکاوٹوں کے باوجود بھی آسان ہوتی چلی جائے گی، اور اسی ایمانی عزم وہمت کے ذریعے ان شاء اللہ ہم آزمائشی دور کو سر کرنے میں کامیاب ہوں گے، ہمارا دین بھی سلامت رہے گا اور ہم بھی بحیثیت ایک امت باقی رہیں گے۔

دل کے عزم وارادہ کے ساتھ اللہ سے دین پر استقامت اور ثابت قدمی کی دعا بھی کرنی ہے، انسان ضعیف البنیان ہے، اس کے عزم وارادے بھی کمزور ہیں، پھر سب کچھ کرنے دھرنے اور کامیابی سے ہم کنار کرنے والی ذات اللہ ہی کی ہے، اس کی توفیق وتائید کے بغیر ہماری ہر کوشش وسعی لاحاصل ہے، لہذا دعا کا اہتمام بے حد ضروری ہے، قرآن پاک میں اللہ نے اپنے الوالعزم بندوں کی دعائیں نقل کرکے ہمیں دعا کی تعلیم دی ہے ارشاد ہے: "جن لوگوں کا ایمان تھا کہ وہ اللہ سے جاملنے والے ہیں، انہوں نے کہا کہ: نہ جانے کتنی چھوٹی جماعتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں، اور اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں، اور جب یہ (ایمان والے تھوڑے سے) لوگ (دشمن کے نامور زور آور سپہ سالار) جالوت اور اس کے لشکروں کے آمنے سامنے ہوئے تو انہوں نے کہا: اے پروردگار! صبر واستقلال کی صفت ہم پر انڈیل دے، ہمیں ثابت قدمی بخش دے، اور ہمیں اس کافر قوم کے مقابلے میں فتح ونصرت عطا فردے۔" یہ چند آیتیں پیش کی گئی ہیں، قرآن پاک میں ایسی آیتوں کی تعداد خاصی ہے، جس میں مسلمانوں کو مشکل اور مخالف حالات میں دین کے دامن کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید مختلف انداز میں آئی ہے۔

گذشتہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہوئی کہ بحیثیت امت اپنی بقا کے لیے اپنے دین اور دینداری کی حفاظت انتہائی اہم ہے، لہذا ہر ملی شعور اور دینی درد رکھنے والے کا فریضہ ہیکہ وہ اپنی صلاحیت وحیثیت کے اعتبار سے اپنے دائرہ اثر میں دین ودینداری کو عام کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے، اس فریضہ کو انجام دینے کے لیے پرانے وسائل کو بھی متحرک وفعال بنانا ہوگا، اور زمانہ نے ہمیں جو جدید وسائل دئے ہیں ان کو بھی مثبت انداز میں بروئے کار لانا ہوگا، جس کا جو میدان ہے وہ اس میں کام کرے۔

ہماری بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم نے سارے دینی وملی کاموں کی ذمہ داری چند تنظیموں، اداروں، تحریکوں اور چند شخصیات کو سونپ رکھی ہے، اور ساری توقعات انہیں سے قائم کرکے خود ایک طرف بیٹھ گئے ہیں، ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے ہم انہیں کی طرف دیکھتے ہیں، مشورے دیتے ہیں، توقعات پوری نہ ہونے پر لعن طعن کرتے ہیں، اور خود کسی سطح پر اپنی کوئی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے، بلاشبہ تنظیموں اور بااثر اداروں اور شخصیات کی ذمہ داریاں عام لوگوں سے بہت زیادہ ہیں، مگر کام بہت ہے، تنہا تنظیموں اور بااثر ادارے انجام نہیں دے سکتے، ان کے وسائل بھی محدود ہیں، ضروری ہے کہ ہم میں ہر شخص اپنی ذمہ داری محسوس کرکے اپنا کردار ادا کرے، عام مسلمانوں میں دین، دینداری اور دینی شعوری پیدا کرنے کے لیے مسجد ایک بہت اہم پلیٹ فارم ہے، تیاری کے ساتھ جمعہ میں تقریریں کی جائیں، حالات اور ضرورت کے اعتبار سے صحیح دینی رہنمائی لوگوں کو پیش کی جائے، درس قرآن اور درس حدیث کے حلقے قائم کیے جائیں، رمضان میں مسائل کا حلقہ قائم کیا جائے، یہ کام تقریباً ہر عالم دین اپنے ساتھیوں کے تعاون سے انجام دے سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اصل دین داری ہے معاملات کی صفائی

نثار احمد حصیر قاسمی

اس کائنات کے رنگ وبو میں اللہ نے انسانوں اور جنوں کو اس لئے بنایا کہ ہم اللہ کی عبادت کریں، اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں (الذریت ۶۵)
اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں مرتبہ کھول کھول کر اور واضح انداز میں بیان کیا ہے کہ بندوں پر اللہ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ وہ اللہ ہی کی عبادت وبندگی کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء آئے انہوں نے بھی اپنی قوموں اور امتوں کو بتایا اور یاد دہانی کرائی بلکہ ان کی بعثت کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ لوگوں پر واضح کردیں کہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے، اس لئے اسی کی عبادت کی جائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو تم سب میری ہی عبادت کرو (الانبیاء۵۲)
عبادت نام ہے ان اقوال وافعال کا ظاہری ہوں یا باطنی، جس سے اللہ راضی ہو اور اسے پسند کرتا ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایسا قول وعمل جو اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے انجام دیا جائے وہ عبادت ہے، عبادت دو طرح کی ہیں، ایک تو وہ ہے جسے عبادت شعائر کا نام دیا جاتا ہے، اور دوسری وہ ہے جسے عبادت معاملات سے جانا جاتا ہے، عبادت شعائر میں نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ہے، اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، اسے وہی انجام دیتے ہیں جن کے قلوب خشیت الٰہی اور تقوی وپرہیزگاری سے لبریز ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ سن لیا، اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں وشعائر کی جو عزت واحترام کرے اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے یہ ہے (الحج ۲۳)
شعائر اللہ اسلام کے نمایاں اور امتیازی احکام کو کہا جاتا ہے جن سے ایک مسلمان کا امتیاز اور تشخص قائم ہوتا ہے، اور دوسرے اہل مذہب سے الگ پہچان بنتی ہے، شعائر اللہ کی تعظیم کو دل کا تقوی کہا گیا ہے، یعنی یہ دل کے ان افعال میں سے ہے جن کی بنیاد تقوی ہے، دل میں اس کی تعظیم ہونے کی وجہ سے ہی اگر ایسے پکے سچے مومن کی ایک وقت کی نماز فوت ہوجاتی ہے تو وہ بے چین وبے قرار ہوجاتے اور انہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ان کی دنیا لٹ گئی ہو، جب تک وہ توبہ واستغفار اور اللہ کے سامنے رقت وانابت کے ساتھ معافی کے طلبگار نہ ہوجاتے انہیں ایک پل سکون وقرار حاصل نہیں ہوتا، رو رو کر ان کا برا حال ہوجاتا ہے، مگر آج ایک وقت کی کیا مسلسل ہماری نمازیں چھوٹتی رہتی ہیں، اور ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہوتی ہے، بلکہ آج مسلمانوں کی اکثریت اس فریضہ سے غافل ہوتی جارہی ہے، جب کہ یہ شعائر اللہ میں سے ہے، عبادات شعائر کے اوقات محدود ہیں، نماز دن رات میں پانچ بار ہے جس میں زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت صرف ہوتا ہے، زکاۃ سال میں صرف ایک بار فرض ہے اور وہ بھی صاحب نصاب پر، روزہ سال میں ایک ماہ ہے، اور حج زندگی میں ایک بار اور وہ بھی جو مال واسباب، صحت وتوانائی، اور امن وامان کے ساتھ مکہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، تو یہ عبادتیں مخصوص افراد واوقات کے لئے ہیں، عبادت کی دوسری قسم جو پہلے سے زیادہ اہم اور پرخطر ہے، وہ ہے عبادت معاملات، یہ نہایت مشکل، اہم اور حساس عبادت ہے جس کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزے سے زیادہ اہم قرار دیا ہے۔
عبادات شعائر کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اس کے لئے نماز پڑھیں، روزہ رکھیں، زکاۃ ادا کریں اور حج کریں، اور اللہ بڑا غفور ورحیم ہے، وہ معاف کرنے کا عادی ہے، وہ تو معاف کرنے کے لئے بہانے تلاش کرتا ہے، معمولی سے عمل کی وجہ سے جس سے وہ راضی وخوش ہوجائے، یا جسے وہ پسند کرلے ساری زندگی کی معصیتوں کو معاف کردیتا ہے۔ حدیث کے اندر آتا ہے کہ قیامت کے دن وزن اعمال کے لئے ایک بندے کو لایا جائے گا، اس کے سامنے اس کی بداعمالیوں، گناہوں، اور معصیتوں ونافرمانیوں کے ننا وے رجسٹر کھول کے رکھ دیئے جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ اس سے سوال کریں گے، کہ کیا میرے کاتبین نے تم پر ظلم کیا، وہ کہے گا نہیں، اے پروردگار، پھر اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کیا، تمہارے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا کہ نہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جب کہ اسے جہنم میں جانے کا یقین ہو چکا ہوگا کہ اس کے ننانوے رجسٹر جس کا طول وعرض تاحد نگاہ ہوگا معاصی سے پر ہوں گے ہاں تیری ایک نیکی ہے جسے میں نے تمہارے لئے محفوظ کر رکھا ہے، پھر ایک پرچی اس کے ہاتھ میں پکڑائی جائے گی جس میں ''اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدا رسول اللہ'' لکھا ہوگا، اور اسے کہا جائے گا کہ جا اسے بھی وزن کرالے، تو ننا وے رجسٹر والا پلڑا ہلکا اور اس ایک پرچی والا پلڑا وزنی ہوجائے گا، اور اسے جنت میں داخل کردیا جائے گا، تو اللہ تو اپنا حق معاف کرسکتا ہے، اور معاف کرنے کے لئے بہانے تلاش کرتا ہے، لیکن وہ عبادت جس کا تعلق معاملات سے ہے، یہ اللہ کا نہیں بلکہ بندوں کا حق ہے، اللہ اسے معاف نہیں کرتا بلکہ: اللہ تعالیٰ اس میں عدل وانصاف سے کام لے گا اور ہر صاحب حق کو اس کا حق دلائے گا اسی لئے کہا گیا ہے: ''الدین المعاملۃ'' کہ دین نام ہے معاملات کا اس کا مطلب یہ ہے کہ درحقیقت دیندار وہ نہیں جو خوب نمازیں پڑھتا ہو، زکات ادا کرتا ہو، خوب صدقہ وخیرات کرتا ہو، خوب روزے رکھتا ہو، حج پر حج اور عمرہ پر عمرہ کرتا ہو، پوری پوری رات نوافل پڑھتا ہو ذکر واذکار کرتا اور تہجد پڑھتا ہو، بلکہ درحقیقت دیندار وہ ہے جو معاملات میں درست ہو، وہ نہ امانت میں خیانت کرتا ہو، نہ دھوکا وفریب سے کام لیتا ہو، نہ خرید وفروخت میں ہیرا پھیری کرتا ہو، نہ ملاوٹ کرتا ہو نہ عیوب کو چھپاتا ہو۔
آج ہماری نگاہوں کے سامنے ایسے لوگ ہیں بلکہ بہتوں کے ساتھ تجربہ ہوا ہے کہ ان کے ہاتھ میں ہر وقت تسبیح ہوتی، ان کی زبان پر تسبیحات جاری رہتے، پیشانی پر سجدے کے نشان اور گڈے پڑے ہوتے، وہ تہجد کے پابند ہوتے، خوب نفلی نمازیں پڑھتے، صدقہ وخیرات بھی کرتے ہیں، عمرہ پر عمرہ کرتے ہیں، مگر معاملات میں نہایت کمزور ہوتے ہیں، ان کی ظاہری شکل وصورت کو دیکھ کر، ان کے جبہ ودستار اور داڑھی کی درازی سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ سلف صالحین اور صحابہ کرام کے نمونہ اور بچے کھچے پاکیزہ نفوس میں سے ہوں مگر جب ان سے کوئی معاملہ ہوتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ مالی معاملات میں آج ان کی بدنامی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ کسی کاروبار یا تجارتی مراکز میں اگر کوئی ڈاڑھی ٹوپی والا ہو تو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا دھوکا باز ہوگا، نہ معلوم یہ کس طرح ہمیں ٹھگ لے گا، اور میں اس کے ہاتھ ذبح ہوجاؤں گا، یہ تصور ہم نے خود لوگوں میں اپنی بدمعاملگی سے قائم کیا ہے، جسے دھونے کی ضرورت ہے۔
صحابہ کرام اور سلف صالحین سمجھتے تھے کہ اصل دینداری کیا ہے، انہوں نے اس کا عملی نمونہ پیش کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص مقدمہ لے کر آیا، آپ نے ان سے گواہی طلب کی، وہ گواہ لے آیا، حضرت عمر نے اس گواہ سے پوچھا کہ تم اس کی دینداری کس طرح جانتے ہو؟ کیا تم نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو پوچھا کیا اس کے پڑوس میں رہے ہو؟ اس نے کہا نہیں، پھر تیسرا سوال کیا، کیا تم نے اس کے ساتھ مالی معاملہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا نہیں، تو حضرت عمر نے فرمایا شاید تم نے اسے مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے، رکوع وسجود کرتے ہوئے دیکھا ہوگا، پھر اسے اپنے پاس سے اٹھ کر چلے جانے کو کہا، حضرت عمرؓ نے واضح کردیا کہ دینداری نماز روزے اور اس طرح کی عبادت میں نہیں بلکہ اصل دینداری معاملات میں ہے، اس لئے انہوں نے دینداری کو پہچاننے کا معیار بتایا کہ دیکھو اگر کوئی معاملات میں صاف ستھرا اور سچا ہے تو وہ دیندار ہے اور اگر اس میں فریبی، دھوکہ باز اور مکار ہے تو وہ دیندار نہیں خواہ کتنا ہی بڑا نمازی اور ضربیں لگانے والا اور تہجد پڑھنے والا کیوں نہ ہو۔
آج ہمارے درمیان دینداروں کی صورت والوں کی بھر مار ہے، مگر جب سابقہ پڑجائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تو بڑا دھوکہ باز، فراڈی، جھوٹا مکار اور دغاباز ہے، جب کہ بدترین بددینی مالی معاملات کی گندگی ہے، آج مسلمانوں کی حالت عجیب وغریب ہے، وہ عبادات میں مسلمان ہیں، مگر معاملات میں دین سے قرآنی نصوص سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث اور تعلیمات سے کوسوں دور ہیں، جب کہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ نماز وروزہ اور مساجد ومحراب سے زیادہ معاملات کی درستی وصفائی پر توجہ دیتے۔
اسلام میں جہاد اور مجاہدین کی بڑی فضیلت آئی ہے، یہاں تک کہ ان کے اعزاز واکرام کو دیکھتے ہوئے انبیاء بھی ان پر رشک کریں گے، مگر اس کے باوجود ان سے بھی معاملات کے بارے میں سوالات کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ عدل کے ساتھ اصحاب حق کو ان کا حق ان سے دلائیں گے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان خطبہ دیا، اور اپنے خطبہ میں فرمایا، کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان ویقین رکھنا سب سے بہتر عمل ہے، تو ایک شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کردیا جاؤں تو ہماری یہ شہادت ہماری خطاؤں کے لئے کفارہ بن جائے گی؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، بشرطیکہ تم اللہ کے راستہ میں اس طرح قتل کئے جاؤ کہ تم صبر کرنے والے، ثواب کی امید رکھنے والے، آگے بڑھنے والے اور پیٹھ دکھانے والے نہ ہو، پھر آپ نے فرمایا، ہاں دوبارہ بولو تم نے کیا سوال کیا؟ اس نے سوال دہرایا تو آپ نے وہی جواب دیا البتہ اس میں یہ اضافہ فرمایا سوائے قرض کے، کہ جبریل ابھی میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے قرض کا استثناء کرنے کے لئے مجھے کہا، (مسلم) یعنی اللہ تعالیٰ شہادت کی وجہ سے سارے گناہ تو معاف کردیں گے مگر اس پر جو بندوں کے حقوق ہوں گے اسے معاف نہیں کریں گے۔ اس کا اندازہ ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہ سے دریافت فرمایا: کیا تمہیں پتا ہے کہ مفلس ونادار کون ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ودینار ہو اور نہ ہی ساز وسامان تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مفلس وہ شخص ہے، جو قیامت کے روز نماز روزہ اور زکات وغیرہ لے کر آئے گا جب کہ اس نے اسے گالی دی، اس پر بہتان لگایا، اس کا مال ہڑپ لیا، اس کا خون بہایا، اسے زدوکوب کیا، تو اس کے حسنات اور نیکیوں میں سے کچھ اسے دیدیا جائے گا اور کچھ اسے، اور اگر اس کی نیکیاں اس پر عائد حقوق کی ادائیگی سے قبل ہی ختم ہوجائیں گی تو ان اصحاب حقوق کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیا جائے گا، پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، (صحیح مسلم وسنن ترمذی عن ابی ہریرۃ) آج کا مسلمان جسے ہم دیندار طبقہ کہتے ہیں وہ نماز، روزہ، زکات اور حج کا تو پابند نظر آتا ہے، نوافل پر نوافل ادا کرتا ہے، چہرے مہرے اور ظاہری شکل وصورت سے نمونہ اسلاف نظر آتا ہے، مگر معاملات میں نہایت کمزور ہوتا ہے، جب ان کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس سے بہتر تو ایک غیر مسلم ہے جو اپنے قول وفعل میں سچا اور امانت دار ہو، یہ ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے، دینداری کی پہچان حسن معاملہ سے ہے اگر کوئی معاملات میں درست ہے تو وہ دیندار ہے، اور اگر کوئی ہزار نمازیں میں پڑھنے والا اور راتوں میں ضربیں لگانے والا ہو اور معاملات میں گندا ہو اور اس کا دوسروں کے ساتھ سلوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہو تو وہ بددین ہے۔
ہم اگر اپنی شبیہ اپنوں اور غیروں میں بہتر بتانا چاہتے اور دینداری کا ثبوت دینا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے معاملات کو درست کرنا چاہئے، نماز روزے سے زیادہ بندوں کے حقوق کی پاسداری پر توجہ دینی چاہئے، صحابہ نے دینداری کا مفہوم سمجھا تھا، انہوں نے اپنے اخلاق کو بہتر بنایا، اپنے معاملات درست کرلئے اور دوست ہو یا دشمن نفع ہو یا نقصان مسلم ہو یا کافر ہر ایک کے ساتھ ان کا معاملہ صداقت وراست بازی پر مبنی ہوتا تھا اسی لئے لوگ محض ان کے عمل اور سلوک ومعاملات کو دیکھ کر اسلام قبول کرلیا کرتے تھے، اور آج ہماری بدمعاملگی کی وجہ سے لوگ ہم سے متنفر ہیں، اور بدسلوکی میں ہم ضرب المثل بنتے جارہے ہیں، اے کاش کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو اپنا اسوہ بناتے، اور معاملات کی صفائی کے ذریعہ اپنی دنیا بھی سنوارتے اور آخرت بھی۔

Scanned with CamScanner

تاریخ سے چھیڑ چھاڑ

ڈاکٹر عابدالرحمن

تاریخ میں جن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا کوئی قربانی نہیں ہوتی یا انکی کارکردگی منفی ہوتی ہے، ایسے لوگ یا تو جھوٹ بول کر تاریخ میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں یا مستند تاریخی حقائق کا سرے سے انکار کرتے چلے جاتے ہیں تا کہ نئی نسل اور برین واشڈ لوگوں کے اذہان میں اس تاریخ کو مشکوک بنا دیں جس میں ان کا حصہ نہیں ہے یا جس تاریخ نے ان کی کارکردگی کے الٹ موڑ لیا تھا۔ ایسے لوگ جب مغلوب ہوتے ہیں تو وہ غالب اور حکمرانوں کی چاکری کرتے ہیں، ان کے لئے رضا کارانہ کام کرتے ہیں۔ نوآبادیاتی نظام میں ایسے ہی ہوتا رہا ہے لیکن اس نظام میں باہری حکمرانوں کے خلاف آزادی کی تحریکیں بھی اٹھیں اور کبھی نہ کبھی ان ممالک کو آزادی بھی ملی لیکن ان تحریکوں میں چونکہ حکمرانوں کی چاکری کرنے والے شامل نہیں ہوتے تھے یا بہت کم ہوتے تھے تو جب اقتدار کی منتقلی ہوئی تو اس میں ان لوگوں کا حصہ نہ کے برابر رہا سو یہیں سے شروع ہوتی ہے تاریخ کو مسخ کرنے کی کوششیں۔ وطن عزیز میں بھی یہی ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ یہاں ایسے لوگوں کو دو تاریخی ادوار کا سامنا ہے جو انہیں کھٹکتے رہتے ہیں ایک تو مسلم تاریخ اور دوسری تحریک آزادی کی تاریخ۔ بلکہ یہاں تو مسلم دور سے قبل کی تاریخ میں اپنی برتری ثابت کی جارہی ہے اور تاریخ کا ایسا گیان پلایا جارہا ہے کہ اگر چندر گپت موریہ اور سکندر زندہ ہوتے تو ہنسے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ مسلم تاریخ کا جہاں تک سوال ہے اسے مسخ کرنے کی کوششیں کافی پرانی ہیں جو کتابوں سے لے کر سیاسی جلسوں تک مسلسل کی جارہی ہے اور مسلم تاریخی عمارتوں پر سوال اٹھا کر اور شہروں اسٹیشنوں اور شاہ راہوں کے نام تبدیل کر کے مسلم تاریخ کو مٹانے کی کوششیں بھی ہورہی ہیں۔ اسی طرح تحریک آزادی سے بھی مسلم تاریخ کو نکالنے کی کوششیں ہوئی ہیں اور اس شدت کے ساتھ اور اتنی مستعدی سے ہوئی ہیں کہ خود مسلمان بھی تحریک آزادی میں شامل مسلمانوں سے نابلد ہوتے جارہے ہیں، حد تو یہ ہوگئی کہ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے حوالے سے بھی مسلم ناموں کا ذکر نہیں کیا جارہا ہے۔

اب کچھ ایسے تاریخ داں میدان میں آئے ہیں کہ وہ تحریک آزادی ہی پر سوال کھڑے کررہے ہیں بلکہ پوری تحریک آزادی کو ہی مسترد کررہے ہیں۔ یہ لوگ آزادی کو تحریک آزادی کا ثمر نہیں بلکہ گاندھی جی کے کشکول میں انگریزوں کی بھیک قرار دے رہے ہیں۔ انہیں شکر کرنا چاہئے کہ اس بھیک کے سہارے انہیں تاریخ سے چھیڑ چھاڑ کی آزادی تو ملی۔ گاندھی جی کے فلسفے اور کانگریس سے اختلاف کا حق سبھی کو ہونا چاہئے لیکن اس اختلاف کے چلتے ان کی تحریک آزادی کو ہی خارج کردینا اس حق سے بے جا تجاوز ہے جس کا نوٹس لیا جانا چاہئے۔ مگر اس کے الٹ کہا جارہا ہے کہ ان لوگوں کو نظر انداز کیا جانا چاہئے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ انہیں نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ نہ صرف انہیں پوری طرح مسترد کیا جانا بلکہ اور ان کی طرح کے لوگوں کو اور ان کی سننے والوں کو حقائق پر مبنی تاریخ بتانی چاہئے لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ایسے لوگ نوازے جارہے ہیں۔ یہ لوگ کانگریس پارٹی کو 'انگریزوں کی توسیع' کہہ رہے ہیں یہ وہی کانگریس ہے کہ ملک کی مسلم تاریخ سے چھیڑ چھاڑ اسی کے دور اقتدار میں ہوتی رہی اور اس نے کچھ نہ کیا، تحریک آزادی کی مسلم تاریخ کو مٹانے کی کوششیں بھی اسی کے دور اقتدار سے شروع ہیں اور یہ خاموش رہی، بلکہ اپنی ووٹ بینک کی سیاست کے چلتے مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے ایسا کرنے والے لوگ اور ان کی بیان بازیوں کو استعمال کرتی رہی اور اب بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کانگریس کو نہ صرف تحریک آزادی سے خارج کردیا جارہا ہے بلکہ اسے انگریزوں کے نمائندے بھی کہہ دیا جارہا ہے۔ ہمارے خیال سے تحریک آزادی سے نام ہٹانے سے زیادہ باعث ذلت بات کانگریس کے لئے یہ ہے کہ اسے انگریزوں کے نمائندے بنام انگریزوں کی توسیع کہا جائے لیکن جس نے خود اپنے لئے ذلت کا سامان کیا ہو، اسے ذلت کا احساس ہی کہاں رہتا ہے اور ویسے بھی اب کانگریس کر بھی کیا سکتی ہے کہ ہندو مسلم تقسیم اور ووٹ بنک کے لئے جس نرم ہندوتوا کی سیاست وہ کرتی رہی اس نے ہارڈ ہندوتوا کو جنم دے کر اسی کے سامنے کھڑا کردیا اور اب وہ اتنا بڑا ہو چکا ہے کہ کانگریس اس کے سامنے بونی لگ رہی۔

لیکن کیا تاریخ سے چھیڑ چھاڑ اور اسے مٹانے کی کوششیں بار آور ہو سکتی ہیں؟

ہمارے خیال سے نہیں، اس طرح کی کوششوں سے تاریخ تو نہیں بدلا کرتی بلکہ جہاں جہاں تاریخ پر سوال اٹھتے ہیں لوگوں کے دل میں اس کی گہرائی تک جانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی کردیتی ہے۔ ویسے بھی تاریخ کسی افسانہ نگار کا تخیل نہیں ہے کہ جب چاہے جہاں چاہے تبدیل کردیا۔ یہ تو دراصل حقیقی داستان ہے جو خود بہ خود مرتب ہوتی چلی جاتی ہے، جو ہر واقعہ کے کرداروں اور ان کی کارکردگی کا ریکارڈ ہوتی ہے۔ ہاں تاریخ سے پیچھا چھڑایا جاسکتا ہے، اس سے اچھی تاریخ بنا کر۔ کوئی ریکارڈ اسی وقت ٹوٹتا ہے جب کوئی نیا ریکارڈ بن جائے لیکن جو لوگ کوئی نئی درخشاں تاریخ نہیں بنا سکتے یا پرانا ریکارڈ نہیں توڑ سکتے وہ الٹی سیدھی تفہیم وتعبیر کے ذریعہ تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاریخی طور پر سرخ رو ہونے والوں کو طعن تشنیع کا نشانہ بنا کر اپنے لئے اور اپنے بھکتوں کے لئے تسکین کا سامان کرلیتے ہیں۔ اور اگر ایسے لوگوں کو اقتدار مل جائے تو یہ مستند تاریخ کے بجائے ان کے ذریعہ مسخ شدہ تاریخ کو رواج دیتے ہیں۔ تاریخی حقائق کو نہ صرف مسترد کرتے، بلکہ انہیں اپنے حق میں پھیر لیتے ہیں۔ تاریخ شخصیات اور حقائق پر سوال اٹھانے والوں کو نوازتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں اپنے لوگوں کو بٹھا کر اسکولوں میں پڑھائی جانے والی تاریخ میں تبدیلیاں کر کے نئی نسل کو وہی پڑھانے لگتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود بھی تاریخ نہیں بدلی جاسکتی بلکہ تاریخ سے ہونے والی یہ چھیڑ چھاڑ بھی تاریخ کا حصہ بن جاتی ہے جس سے حقائق جاننے کی عام خواہش اجاگر ہوتی ہے۔ جس طرح بھوپال کے ریلوے اسٹیشن حبیب گنج کا نام رانی کملاپتی اسٹیشن رکھا گیا تو ہماری طرح بہت سے لوگ اس کی وجہ جاننے کی کوشش میں رانی کملاپتی کی تاریخ تک پہنچے گونڈ حکومت تک پہنچے رانی کملاپتی کے شوہر کا نام نظام شاہ تھا یہ معلوم ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گونڈ حکومت کے سربراہان میں بہت سے مسلمان بھی تھے۔

نذر عقیدت

بخدمت جناب حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی، امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ

السلام اے رہ بر دین رسول ہاشمی
تیرے دل میں جلوہ فرما عظمت حب نبی
اے امیر ملت بیضا ما ابن ولی
نام تیرا نقش ہے ہر دل پہ اے فیصل ولی
اے سراپاے عمل اے صاحب فضل وکمال
صاحب دل، نیک صورت، نیک خو، روشن خیال
اے امیر نوجواں، اے عالم فرخ نہاد
اے کہ وابستہ ہے تجھ سے قوم وملت کا مفاد
اے کہ تو اب جانشیں ہے منت وسجاد کا
تو علم بردار دیں ہے، حق نگہباں ہے تیرا
تو مجاہد کے رموز زندگی کا رازداں
تو نظام وعبدالرحمٰن کی بصیرت کا نشاں
اے کہ تو راہ صفا پر ہر گھڑی قائم رہے
تیرے سر پہ سایہ لطف خدا قائم رہے

(نتیجہ فکر: وارث ریاضی، کاشانہ ادب، سکٹا دیوراج)

(بقیہ صفحہ اول)

7- دارالقضاء کی شرعی حیثیت سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ 8- تمام مبلغین کا نام اور موبائل نمبر ارکان ٹرسٹ کو مہیا کرایا جائے۔ 9- مساجد میں مکتب قائم کرنے کو ہدف بنایا جائے اور اس کے لیے عوام کو متوجہ کیا جائے۔ 10- ایک پلاننگ کمیٹی حضرت امیر شریعت مدظلہ کی قیادت میں بنائی جائے جو اس چیز کا جائزہ لے کہ کون کون سے کام ترجیحی بنیاد پر کرنے چاہئیں۔ پروجیکٹ اور منصوبہ بندی کے ساتھ کاموں کو کیا جائے، کسی بھی پروجیکٹ کو شروع کرنے سے پہلے اس کے شروع کرنے پر آنے والے اخراجات کا پہلے سے نظم کرلیا جائے، پھر پروجیکٹ شروع کریں۔ جو کام قوم وملت کی فلاح کے لیے زیادہ مفید ہے، انہیں ترجیح دی جائے۔ ایک ساتھ بہت سارے کاموں میں ہاتھ نہ ڈالا جائے بلکہ وہی کام شروع کیا جائے جس کو ہم کامیابی کے ساتھ پورا کرسکتے ہیں۔ اس کے لیے کام کرنے والوں کا ایک ورک شاپ منعقد کیا جانا چاہئے۔ امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے اجلاس کا آغاز مولانا مفتی محمد مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس کے بعد مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے تجویز تعزیت پیش کی اور مرحومین کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا ہوئی۔ جناب مولانا منظر رحمانی صاحب نے امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال پر منظوم تعزیت پیش کی۔ مورخہ 18 دسمبر 2021 روز سنیچر کو مجلس عاملہ وارکان ٹرسٹ امارت شرعیہ کی مشترکہ میٹنگ بھی دو نشست میں منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز مولانا محمد اسعد اللہ قاسمی صاحب مینیجر ہفت روزہ نقیب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، اور مختلف ایجنڈوں پر گفتگو ہوئی۔ آخر میں یہ نشست حضرت امیر شریعت کی دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ مجلس عاملہ کے اجلاس میں مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمٰن قاسمی کی کتاب ''عورت قرآن کریم میں'' کا اجراء بھی حضرت امیر شریعت اور معزز اراکین کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ جناب انوار الحسن وسطوی ویشالی، مولانا مظاہر عالم صاحب ویشالی، مرزا حسین بیگ، مولانا محمد عالم قاسمی، مولانا سعود عالم قاسمی جمشید پور، مولانا جاوید اختر ندوی لکھنؤ، مولانا فیاض احمد قاسمی مدھوبنی، مولانا وحید الزماں صاحب پورنیہ، مولانا احسان الحق قاسمی روہتاس، قاری شعیب صاحب نوادہ، مولانا امجد بلیغ رحمانی ارریہ، مولانا عبدالماجد رحمانی ارریہ، مولانا ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی پٹنہ، مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی پٹنہ، مولانا مشیر الدین قاسمی مونگیر بھی شریک اجلاس رہے۔ اجلاس کی نظامت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے انجام دی اور پروگرام کی ٹیکنیکی ذمہ داری مولانا محمد عادل فریدی صاحب نے سنبھالی۔

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

بھنڈی کے طبی فوائد

بھنڈی ایک ایسی سبزی ہے جوتقریباہر گھر میں پکائی جاتی ہے۔کچھ لوگ تو اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں مگر کچھ ایسے بھی ہیں جواسے کھانے میں نخرے کرتے ہیں لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ عام سی سبزی صحت کے لیے کتنی فائدے مند ہے ؟ماہرین کے مطابق بھنڈی میں پائی جانے والی خصوصیات اسے صحت کے لیے انتہائی مفید ثابت کرتی ہیں،ان خصوصیات میں پوٹاشیم،وٹامن بی،وٹامن سی،فولک ایسڈ اور کیلشیم جیسے اجزاء شامل ہیں۔ذیل میں بھنڈی اوراس میں پائی جانے والی غذائی خصوصیات کی افادیت بیان کی جارہی ہے تاکہ اسے روزمرہ خوراک کالازمی حصہ بنایا جائے۔

کینسر کے خلاف مزاحمت:

لیکٹن،پروٹین کی ایک ایسی قسم ہے جوبھنڈی،مونگ پھلی اور بیج میں پائی جاتی ہے۔بھنڈی میں پایا جانے والا لیکٹن چھاتی کے کینسر کے خلاف مزاحمت کا کام کرتا ہے۔ایک مطالعے کے دوران بھنڈی کو چھاتی کا کینسر بننے والے خلیات کے خلاف بطورعلاج استعمال کیا گیا جس سے کینسر کے خلیات میں 63 فیصد کمی دیکھنے میں آئی۔دوسری جانب بھنڈی کے بیج انسانی جسم سے 72 فیصد کینسر کے خلیات کوختم کرنے کا باعث بنے۔ایک تحقیق کے دوران انسانی جسم میں فولیٹ کی ناکافی مقدار کوبھی چھاتی،گلے،لبلبے اور گردوں کے کینسر جیسے موذی مرض کا سبب ٹھہرایا گیا۔بھنڈی میں موجود فولیٹ کی مقدار جسم کومختلف قسم کے کینسر سے محفوظ رکھنے میں بھی اہم مانی جاتی ہے۔

ذیابطیس میں مفید:

ذیابطیس کنٹرول کرنے کے حوالے سے دنیا بھر میں مختلف چیزوں پرتحقیق کی جاتی ہے۔ماضی میں بھنڈی پر کی گئی تحقیق کے مطابق اس میں پایا جانے والا فائبر خون میں گلوکوز کی سطح کوکم کرتے ہوئے اسے معمول پر رکھتا ہے۔یوں سمجھ لیں کہ پانی میں حل پذیر ریشے)فائبر(بھنڈی کواس قابل بنادیتے ہیں کہ یہ خون میں گلوکوز کی مقدار کنٹرول کرنے میں مدد دے۔یہی وجہ ہے کہ ترکی میں بھنڈی کے بیج طویل عرصے سے ذیابطیس کے مریضوں کا علاج کرنے کے لیے استعمال کیے جارہے ہیں۔واضح رہے کہ بھنڈی کے بیج خون میں گلوکوز کی سطح کم کرنے کے لیے بے حد فائدہ مند ہیں،جس کے باعث ماہرین ذیابطیس کے مریضوں کوخوراک میں بھنڈی شامل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔عام طور سے ذیابطیس کے مریضوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ کوئی بھی چیز اپنی خوراک کا حصہ بنانے سے پہلے اپنے معالج سے مشورہ کرلیں۔

وزن میں کمی:

بھنڈی،وزن میں کمی لانے کے حوالے سے بہترین سمجھی جاتی ہے۔اس میں پائی جانے والی کم کیلوریز اسے ڈائٹنگ کے شوقین افراد کے لیے مثالی بناتی ہیں۔اس کے علاوہ بھنڈی میں پایا جانے والا فائبر انسان کی لمبے عرصے تک وزن کم کرنے کی خواہش کو پورا کرتا ہے۔

کولیسٹرول کم کرنا:

بھنڈی نہ صرف آپ کا ہاضمہ بہتر بناتی ہے بلکہ فائبر کی موجودگی کے سبب یہ کولیسٹرول کی سطح کو بھی متوازن رکھتی ہے۔فائبر ہمارے پیٹ میں موجود پانی میں حل ہوکر برے کولیسٹرول سے چپک جاتا ہے اور اسے رگوں میں جذب ہونے سے دور رکھتا ہے۔بھنڈی میں کولیسٹرول کی مقدار نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے،ساتھ ہی چکنائی (Fat) بھی بہت کم مقدار میں پائی جاتی ہے۔

ڈائریا کا علاج:

ڈائریا ایک خطرناک بیماری ہے جوکسی بھی انسان کومتاثر کرسکتی ہے۔اس بیماری کی وجہ سے جسم میں بڑی مقدار میں پانی کی کمی اور ضروری معدنیات زائل ہوجاتی ہیں۔ڈائریا میں بھنڈی کا پانی سودمند ثابت ہوتا ہے،جسے اس بیماری میں مبتلا مریضوں کے لیے بطور دوائی استعمال کیا جاتا ہے۔

آسٹیو پوروسز:

آسٹیوپوروسز،ہڈیوں کی ایک بیماری ہے۔دنیا بھر میں ہر 2 میں سے ایک خاتون اور ہر 4 میں سے ایک مرد اس بیماری کا شکار ہے۔اس بیماری میں مبتلا افراد کی ہڈیاں کثافت کم ہونے سے کمزوری کا شکار ہوجاتی ہیں۔ماہرین کے مطابق آسٹیوپوروسز نامی مرض،جس کا احساس ہونا لگ بھگ ناممکن ہے،اس سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے بھنڈی کا استعمال خاص اہمیت رکھتا ہے۔

بھنڈی میں وٹامن K پایا جاتا ہے جوکہ ہڈیوں کے لیے بے حد مفید ہے،یہ ہڈیوں کوکیلشیم جذب کرنے میں مدد دیتا ہے۔ایک تحقیق کے مطابق انسان میں وٹامن K کی کمی ہڈیوں کی بیماری کے امکانات میں اضافہ کردیتی ہے۔

ماؤں کیلئے مثالی سبزی:

دوران حمل درپیش مسائل سے نمٹنے کے لیے فولیٹ کا کردار خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ایک عورت کے لیے فولیٹ کی مقدار دوران حمل اور حمل کے بعد صحت مند بریسٹ فیڈنگ کے لیے بہت اہم ہوتی ہے۔100 گرام بھنڈی میں 60 ملی گرام فولیٹ پایا جاتا ہے جوکہ حمل سے قبل اور حمل کے بعد ماں اور بچے دونوں کے لیے بہترین ثابت ہوتا ہے۔دوسری جانب بھنڈی میں پایا جانے والا فائبر،فولک ایسڈ کے ساتھ مل کر بچوں میں پیدائشی نقائص کی روک تھام اور حاملہ ماؤں میں قبض جیسے مسائل کا خاتمہ کرتا ہے۔بھنڈی میں موجود وٹامن اے،وٹامن بی اور وٹامن بی 1،بی 2 اور بی 6 کی زائد مقدار اسے دوران حمل اور بعد میں ماؤں کے لیے ایک مثالی سبزی ثابت کرتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

جامعہ رحمانی کے مبلغ مولانا شہاب الدین صاحب کا انتقال

ان کی پچاس سالہ خدمات کو برسوں یاد رکھا جائے گا: حضرت امیر شریعت

جامعہ رحمانی کے عظیم مبلغ جناب مولانا شہاب الدین کوثری اللہ کو پیارے ہوگئے،اناللہ وانا الیہ راجعون،وہ تقریباچھیاسی سال کے تھے،ان کی تدفین ان کے آبائی گاؤں ولی پور سپول میں ہوئی،جامعہ رحمانی مونگیر سے سرپرست محترم امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل صاحب رحمانی کی ہدایت پر حضرت مولانا مفتی عثمان صاحب قاسمی کی قیادت میں علماء کا ایک وفدان کے جنازہ میں شریک ہؤا۔ان کے جنازہ کی نماز حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب قاسمی استاذ حدیث جامعہ رحمانی نے پڑھائی،ان کے انتقال پر خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل صاحب رحمانی نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے،انہوں نے پسماندگان سے صبر جمیل کی تلقین کی،اوران کے لیے دعامغفرت بھی کی،انہوں نے اپنے پیغام میں کہاکہ مولانا نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے دین کی خدمت کی،جامعہ رحمانی سے جڑے رہے،اورلوگوں تک دین کا پیغام پہونچایا،اورخانقاہ رحمانی کی دینی تحریک سے لوگوں کو جوڑا،وہ جامعہ رحمانی کے تربیت یافتہ تھے،والد بزرگوار امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ اوردادا رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے معتقدین میں سے تھے،حضرت رحمانی نے کہاکہ ان کی گرانقدر خدمت کو برسوں یادرکھا جائے گا،جامعہ رحمانی کے لیے ان کا انتقال ناقابل تلافی نقصان ہے،انہوں نے کہاکہ دادا حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر مدرسہ رحیمیہ گاڑھا سے وہ مونگیر آئے تھے،پچاس سال میں انہوں نے جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی کا پیغام ملک کے کونے کونے تک پہونچایا،کشمیر بھی گئے،وہاں میرواعظ کے وہ مہمان ہوتے تھے،جامعہ رحمانی میں ان کے انتقال کی خبر سے غم کی لہر دوڑگئی،طلبہ واساتذہ نے ان کے لیے اہتمام کے ساتھ تلاوت ومغفرت کی دعاء کی۔

نیتی آیوگ مقامی زبان میں تربیت دے گا: راجیوکمار

نئی دہلی،نیتی آیوگ نے پورے ملک میں اختراعات اور ہنرمندی کی ترقی کے لئے مقامی زبانوں کوفروغ دینے کا فیصلہ کرتے ہوئے لسانی اختراعی پروگرام شروع کیا ہے۔نیتی آیوگ کے نائب صدر راجیوکمار نے بدھ کو یہاں بتایا کہ پورے ملک میں اختراع کرنے والوں اور کاروباری افراد کو بااختیار بنانے کے لئے اٹل انوویشن مشن کے تعاون سے اپنی طرح کا پہلا لسانی اختراعی پروگرام ورنا کیولر انوویشن پروگرام شروع کیا ہے۔اس کے تحت 22 علاقائی زبانوں میں اختراع کرنے والوں اور کاروباری افراد کوتربیت دی جائے گی۔انہوں نے بتایا کہ پروگرام کے لئے ضروری صلاحیت کی تعمیر کے لئے 22 شیڈول زبانوں میں تربیت دی جائے گی۔ہرایک ورک فورس میں مقامی زبان کا ٹیچر،موضوع ماہرین،تکنیکی مصنف،اور علاقائی اٹل انکیوبیشن سنٹر کی ٹیم کوشامل کیا جائے گا۔انہوں نے کہاکہ دسمبر 2021 سے اپریل 2022 کی مدت میں ورک فورس کوتربیت دینے کے بعد مقامی سطح پر کھول دیا جائے گا۔انہوں نے کہاکہ مقامی کاروباریوں،کاریگروں اوراختراعی ڈیزائن ماہرین کا ایک مضبوط مقامی نیٹورک بنانے میں مدد ملے گی

راشد العزیزی ندوی

لوک سبھا نے انتخابی ترمیمی بل کو کیا منظور

آدھار نمبر کو ووٹر شناختی کارڈ کے ساتھ جوڑنے کی تجویز کے بل کو دونوں ایوانوں نے منظوری دے دی ہے۔وزیر قانون کرن رجیجو نے بل پیش کیا،جسے ایوان نے ہنگامہ آرائی کے درمیان منظور کرلیا۔الیکشن قانون ترمیمی بل 2021 کے تحت ووٹر ست تیار کرنے والے افسران کومتعلقہ شخص سے آدھار کارڈ مانگنے کا حق ہوگا۔تاہم اس بل میں آدھار کارڈ کا نمبر دینا اختیاری رکھا گیا ہے۔حکومت کا کہنا ہے کہ آدھار کارڈ کو ووٹر آئی ڈی کے ساتھ جوڑنے سے ووٹر تصدیق کرسکیں گے اور ووٹر لسٹ میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔بل پیش کرتے ہوئے وزیر قانون رجیجو نے کہا ہے کہ آدھار اور ووٹر کارڈ کو جوڑنے سے جعلی ووٹروں کی جانچ ہوگی۔رجیجو نے کہا ہے کہ اس کی مخالفت کرنے کے لیے ممبران نے جو دلائل دیے ہیں وہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو غلط طریقے سے پیش کرنے کی کوشش ہے۔یہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ہے۔اس بل کی ترنمول کانگریس،کانگریس،بی ایس پی اور اویسی کی پارٹی اے آئی ایم آئی ایم نے مخالفت کی ہے۔کانگریس نے کہا ہے کہ اس بل کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔

جھارکھنڈ میں ماب لنچنگ کے خلاف بل منظور

جھارکھنڈ اسمبلی نے ماب لنچنگ کے معاملوں سے سختی سے نمٹنے کے لیے باب وائلنس اینڈ اب لنچگ بل 2021 کو صوتی ووٹ سے منظور کرلیا۔گورنر کی منظوری کے بعد یہ بل قانون بن جائے گا،جس کے تحت اس طرح کے تشدد میں ملوث افراد اور اس کی سازش کرنے والوں کو تین سال سے لے کر عمر قید تک کی سزا ہوگی۔بی جے پی کی مخالفت کے باوجود بل کوصوتی ووٹ سے منظور کرلیا گیا۔مغربی بنگال اور راجستھان کے بعد اس طرح کا بل پاس کرنے والا تیسرا صوبہ بن گیا ہے۔اس بل کے قانون بن جانے سے ماب لنچنگ کے مجرموں کے لیے جرمانے اور جائیداد کی قرقی کے علاوہ تین سال سے لے کر عمر قید تک کی سزا کا اہتمام ہے۔اس کے علاوہ اس قانون میں دشمنی کا ماحول پیدا کرنے والوں کے لیے بھی تین سال تک کی قید اور جرمانے کی سزا کا اہتمام کیا گیا ہے۔دشمنی کا ماحول پیدا کرنے کی تعریف میں متاثرہ کے خاندان،گواہ یا گواور متاثرہ کومدد فراہم کرنے والے کسی بھی شخص کو دھمکی دینا یا اس کے ساتھ زبردستی کرنا شامل ہے۔یہی نہیں نئے قانون میں متاثرہ خاندان کو مالی معاوضہ دینے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔حکومت نے بل کے حق میں کہا ہے کہ یہ بل ماب لنچنگ کو روکنے کے لیے لایا گیا ہے۔اس قانون کے تحت غیر ذمہ دارانہ طریقے سے دی جانے والی جانکاری کوشیئر کرنا،متاثرین اور گواہوں کے لیے دشمنی کا ماحول پیدا کرنے پر بھی ذمہ دار لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے گی۔بل کوایوان میں پیش کرتے ہوئے پارلیمانی امور کے وزیر عالمگیر عالم نے کہا،اس کا بنیادی مقصد لوگوں کو مؤثر طریقے سے تحفظ فراہم کرنا،آئینی حقوق کا تحفظ اور ماب لنچنگ کو روکنا ہے۔بل پر بحث کے دوران اپوزیشن بی جے پی نے کئی ترامیم پیش کیں جنہیں حکومت نے صوتی ووٹ کے ذریعے مسترد کردیا۔

Volume:61/71,Issue:51 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

خودنمائی کے لیے ترکیب تھی اچھی بہت
لوگ سب خاموش تھے وہ کچھ نہ کچھ کہتا رہا (حکیم منظور)

ہم سب صادق اور امین بنیں: حضرت امیر شریعت

مرکزی اور ذیلی قضاۃ کے اجتماع سے حضرت امیرشریعت کا فکر انگیز خطاب

رپورٹ : محمد عادل فریدی

امارت شرعیہ کے کانفرنس ہال میں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ ومغربی بنگال کے مرکزی وذیلی قضاۃ کی ایک اہم میٹنگ ۲۰/دسمبر ۲۰۲۱ء منعقد ہوئی، جس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ علماء وقضاۃ کی زندگی امت کے لیے مثالی اور نمونہ کی زندگی ہونی چاہئے، ان کے رہن سہن، طور طریقے اور انداز زندگی سے اسلام کی شعاع جھلکنی چاہئے۔ اللہ نے آپ کو ایک عظیم منصب پر فائز کیا ہے، بڑا منصب بڑی ذمہ داری بھی لے کر آتا ہے، اس لیے آپ کی ذمہ داری اور مسئولیت بھی دوسروں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ عدل وانصاف کے تقاضوں کو مکمل طور پر بروئے کار لائیں۔ اور اس طرح معاملات کا تصفیہ کریں کہ فریقین خوش دلی کے جذبے سے اس کو قبول کریں، تاکہ ان کا دین وایمان بھی محفوظ ہو اور انہیں سہولت بھی حاصل ہو۔ دارالقضاء کے نظام میں وسعت پیدا کرنے کی خاطر اس کے طریقہ کار میں مزید بہتری لانے کا بھی ارادہ ہے۔ خاص کر جہاں اب نئے دارالقضاء قائم ہوں گے، انہیں صرف کار قضاء تک محدود نہیں رکھا جائے گا؛ بلکہ انہیں ایک خدمت خلق کا مرکز (Service Hub) بنانا بھی ہمارا ہدف ہے۔ وہاں دارالقضاء، مکتب اور شفاخانہ بھی قائم کیا جائے گا۔ انہوں نے تمام قضاۃ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ ہم سب صادق اور امین بنیں۔ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے فرمایا کہ حضرات قضاۃ دارالقضاء کی افادیت سے عام لوگوں کو واقف کرائیں تاکہ لوگوں کا دارالقضاء سے اپنے معاملات کو حل کرنے کا رجحان پیدا ہو، اس میں اس پہلو کو بھی پیش نظر رکھا جائے کہ یہاں کم وقت اور کم خرچ میں بروقت فیصلہ مل جایا کرتا ہے۔

حضرت نائب امیر شریعت نے دارالقضاء کی افادیت پر قضاۃ حضرات کو اکابر امارت شرعیہ کی مطبوعات کے مطالعہ کی بھی ترغیب دی۔ قاضی شریعت امارت شرعیہ مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کے نظام قضاء کی افادیت سے عام مسلمانوں کو واقف کرائیں، اور اس تحریک کو گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ پہونچائیں، ہر جمعہ میں اپنے اپنے حلقۂ اثر میں یہ پیغام دیں کہ جس طرح ہم قرآن وسنت پر عمل کرتے ہیں اسی طرح اپنے عائلی مسائل، نظام وراثت اور حقیت کے معاملات کے عنوان سے بھی بیداری لائیں کہ یہ معاملات بھی دارالقضاء کے ذریعہ حل کرائے جاسکتے ہیں، نیز وصیت نامہ، ہبہ نامہ، وراثت نامہ اور دیگر معاہدہ نامہ بھی دارالقضاء کے ذریعہ بنوایا جاسکتا ہے۔ ممکن حد تک علاقوں کے ذمہ داروں کی ذہن سازی بھی کریں، ان شاء اللہ اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے مرکزی وذیلی دارالقضاء کی افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کے مشورہ سے دس نئے دارالقضاء کے قیام کا منصوبہ ہے، آپ حضرات کے مشورہ سے بھی ان مقامات کا تعین کیا جائے گا اور حضرت امیر شریعت کی اجازت سے ان مقامات پر دارالقضاء قائم کیے جائیں گے۔ چنانچہ قضاۃ حضرات نے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے چند مقامات کی نشان دہی کی جہاں دارالقضاء قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

میٹنگ میں مختلف اہم ایجنڈوں پر گفتگو ہوئی جس میں مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت، مولانا امتیاز قاسمی معاون قاضی شریعت، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت، مولانا ابو طالب رحمانی رکن شوریٰ وعاملہ امارت شرعیہ، مولانا قاضی محمد انور قاسمی قاضی شریعت رانچی، مولانا مسعود عالم قاسمی قاضی شریعت جمشید پور، مولانا محمد شاہد قاسمی قاضی شریعت دھنباد، مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت گوگری، مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت کشن گنج، مولانا رضوان عالم قاسمی قاضی شریعت یکہتہ مدھوبنی، مولانا زبیر عالم قاسمی قاضی شریعت آسنسول، مولانا ارشد علی رحمانی قاضی شریعت دربھنگہ، مولانا اظہار عالم قاسمی قاضی شریعت للچہ، مولانا افتخار قاسمی قاضی شریعت آڑھا جموئی، مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت پورنیہ، مولانا عبدالواحد قاسمی قاضی شریعت دین بندھی سوپول، مولانا عبدالودود قاسمی قاضی شریعت راور کیلا اڈیشہ، مولانا ضمیر قاسمی قاضی شریعت فیئرس لین کولکاتا، مولانا فلاح الدین قاسمی قاضی شریعت توپسیا، مولانا کلیم اللہ مظہر قاسمی قاضی شریعت چتر پور، مولانا خورشید انور قاسمی قاضی شریعت بھاگل پور، مولانا رضی احمد ندوی قاضی شریعت جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا ابوشاہد رحمانی قاضی شریعت مدرسہ رحمانیہ سوپول مولانا عتیق اللہ رحمانی قاضی شریعت ارریہ، مولانا محمد عاصم صاحب قاضی شریعت پوہدی بیلا، مولانا سعید اسعد صاحب آسنسول نے قیمتی مشورے دیے، ان مشوروں کی روشنی میں کئی اہم تجاویز پاس ہوئیں۔ جن میں بنگال اور اڈیشہ میں دار القضاء کے قیام کے سلسلہ میں وہاں کے مقامی قضاۃ پر مشتمل کمیٹی کی تشکیل، جہاں جہاں دارالقضاء قائم ہو وہاں دار القضاء ہفتہ منایا جائے تاکہ دارالقضاء کا تعارف پورے علاقے میں ہوسکے، دارالقضاء سے وقف نامہ، ہبہ نامہ، وراثت نامہ ودیگر معاہدہ نامہ بنوانے کی لوگوں میں ترغیب وغیرہ اہم تجاویز شامل ہیں۔

اس اجلاس کا آغاز مولانا عبداللہ انس قاسمی مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری معاون قاضی شریعت نے نعت شریف پیش کی، مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت نے گذشتہ میٹنگ کی کارروائی پڑھ کر سنائی جس کی توثیق کی گئی، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت نے سابقہ تجاویز اور ان پر ہونے والی عملی پیش رفت کی خواندگی کی۔ مولانا مجیب الرحمٰن بھاگل پوری نے تمام قضاۃ کے نام قاضی شریعت کا خط بھی پڑھ کر سنایا۔ مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے اجلاس کی نظامت کے فرائض خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا۔ انہوں نے اپنی ابتدائی گفتگو میں اجلاس کے اغراض ومقاصد پر تفصیلی روشنی ڈالی اور زیر بحث ایجنڈوں کی تشریح کی۔

آخر میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا، اجلاس میں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ مولانا عبدالباسط ندوی سکریٹری المہعد العالی، مولانا احسان الحق قاسمی قاضی شریعت ڈہری اون سون روہتاس، مولانا مرتضیٰ قاسمی قاضی شریعت سیوان، مولانا اعجاز احمد قاسمی قاضی شریعت دملہ مدھوبنی، مولانا وصی احمد قاسمی قاضی شریعت دار القضاء پھلواریا کشن گنج، مولانا صدام حسین قاسمی قاضی شریعت سمستی پور، مولانا فخر الدین قاسمی قاضی شریعت پرولیا، مولانا یوسف قاسمی قاضی شریعت سہرسہ، مولانا نظام الدین قاسمی قاضی شریعت جامتاڑا، مولانا محمد ثناء اللہ قاسمی قاضی شریعت ہزاری باغ، مولانا نسیم قاسمی قاضی شریعت کوڈرما، مولانا ریاض احمد قاسمی قاضی شریعت موتیہاری، مولانا اشتیاق قاسمی قاضی شریعت بسوریا، مولانا سیف اللہ قاسمی قاضی شریعت بھوانی پور پورنیہ، مولانا عبدالحق قاسمی قاضی شریعت رامپاڑہ کٹیہار، مولانا شہنواز قاسمی قاضی شریعت دار القضاء ویشالی، مولانا فضل نورانی قاضی شریعت دار العلوم امور پورنیہ، مولانا اصغر قاسمی قاضی شریعت جہان آباد، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء، مولانا نورالحق رحمانی استاذ المعہد العالی، مولانا ابوالکلام شمسی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا سرور قاسمی قاضی شریعت باراعیدگاہ، مولانا امداداللہ قاسمی قاضی شریعت بھوارہ مدھوبنی، مولانا عبدالتواب قاسمی قاضی شریعت بیرنگر بسہریا، مولانا امتیاز قاسمی قاضی شریعت دالکولہ، مولانا وسیم اختر الشافعی دارالقضاء بتیا، مولانا وسیم اختر قاسمی قاضی شریعت گیا، مولانا نعمان قاسمی قاضی شریعت نیمارنگ جموئی، مولانا ابوالقاسم صاحب قاضی شریعت سوپول، مولانا شمس الحق قاسمی قاضی شریعت گریڈیہ، مولانا سراج الدین قاسمی قاضی شریعت گڈا، مولانا وسیم غازی دارالقضاء موتیہاری، مولانا اخلاق قاسمی قاضی شریعت شکر پور بھروارہ، مولانا مختار عالم قاسمی قاضی شریعت سمڈیگا، مولانا شاداب اعظم قاسمی قاضی شریعت سمری بختیار پور سہرسہ، مولانا جرجیس قاسمی دارالقضاء بیگوسرائے، مولانا عبدالباسط قاسمی قاضی شریعت بھیم پور مدھوبنی، مولانا عمر فاروق قاسمی قاضی شریعت لوہردگا مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا اسعداللہ قاسمی کے علاوہ مختلف دارالقضاء کے قضاۃ ونائبین شریک تھے۔ اجلاس میں حضرت نائب امیر شریعت کی کتاب ”بیٹیوں کی حفاظت کیجئے“ ہندی ایڈیشن کا اجراء بھی حضرت امیر شریعت کے ہاتھوں عمل میں آیا۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (منیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna # 9473371988

Scanned with CamScanner